احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

تصوف و معرفت کی روح - اتباعِ سنتِ مصطفیٰ ﷺ

جولائی 2016ء

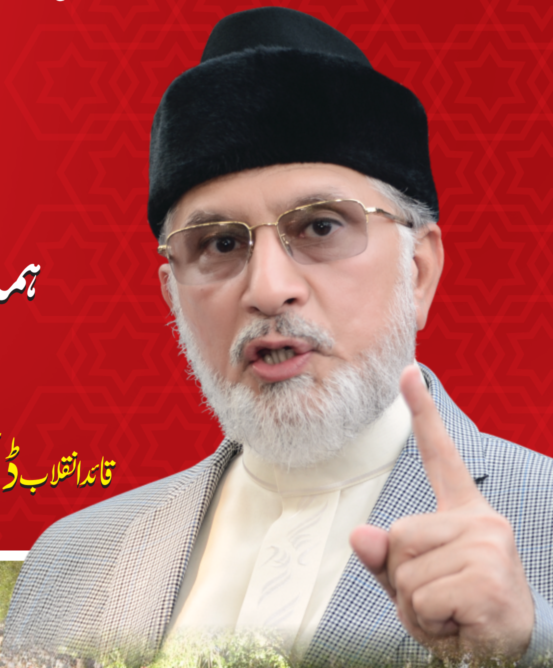

## سانحہ ماڈل ٹاؤن:

# ہمارا مطالبہ فوجی عدالت کے ذریعے انصاف اور قصاص ہے

قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا "احتجاجی دھرنا" سے خطاب

# 17 جون ۔ یوم شہداء ۔ دوسری برسی (احتجاجی دھرنا مال روڈ لاہور)

شہداء سانحہ ماڈل ٹاؤن

لواحقین شہداء

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

# ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

جلد 30 شمارہ 7 / شوال ۱۴۳۷ھ / جولائی 2016ء

بفیضان نظر

قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیر سرپرستی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ

چیف ایڈیٹر
ڈاکٹر علی اکبر قادری الازہری

ایڈیٹر
محمد یوسف

اسسٹنٹ ایڈیٹر
محمد شعیب بزمی

مجلس مشاورت
صاحبزادہ فیض الرحمن درانی، خرم نواز گنڈاپور
احمد نواز انجم، جی ایم ملک
سرفراز احمد خان، منظور حسین قادری
غلام مرتضیٰ علوی، نور اللہ صدیقی، فرح ناز

مجلس ادارت
علامہ محمد معراج الاسلام، مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی
پروفیسر محمد نصر اللہ معینی، ڈاکٹر طاہر حمید تنولی

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم
گرافکس: عبدالسلام
خطاطی: محمد اکرم قادری
عکاسی: محمود الاسلام قاضی

## حسن ترتیب


| | | |
|---|---|---|
| اداریہ۔ حقیقی عوامی مسائل سے لاتعلق حکمران | | 3 |
| (القرآن)۔ تصوف و معرفت کی روح۔ اتباعِ سنتِ مصطفیٰ ﷺ | شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری | 5 |
| (الفقہ)۔ آپ کے فقہی مسائل | مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی | 14 |
| فقہی اختلاف کے حدود و آداب | مفتی مطیع الرحمن مضطر رضوی | 17 |
| 17 جون۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے خلاف لاکھوں عوام کا احتجاج | | 26 |
| فرید ملت ڈاکٹر فرید الدین قادریؒ۔ ایک عہد ساز شخصیت | | 33 |
| شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری اور جدید منتظمیت | صاحبزادہ مسکین فیض الرحمان درانی | 38 |
| ملکی حالات و واقعات۔ حقائق کیا ہیں؟ | عین الحق بغدادی | 42 |
| زندگی کے طوفانوں کا مقابلہ کیسے کیا جائے؟ | شفاقت علی شیخ | 46 |
| تحریکی سرگرمیاں | | 52 |
| کرپشن و سانحہ ماڈل ٹاؤن کے خلاف PAT کے ملک گیر احتجاجی مظاہرے | | 53 |


قیمت فی شمارہ: 35 روپے
سالانہ خریداری: 350 روپے

بیرون ممالک
مشرق وسطیٰ جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ و ریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

www.minhaj.info
www.facebook.com/minhajulquran
email:mqmujallah@gmail.com (مجلّہ آفس و سالانہ خریداران)
minhaj.membership@gmail.com (نظامت ممبر شپ/ رفقاء)
smdfa@minhaj.org (بیرون ملک رفقاء)
Phone: UAN:042-111-140-140 Ext:128

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک منہاج القرآن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

# حمد باری تعالیٰ

آسمانوں کا خدائے مہرباں بھی ہے وہی
ہر زماں، ہر ہر جہاں کا حکمراں بھی ہے وہی
وہ جو ذہنوں میں جلاتا ہے تجسس کے چراغ
ان چراغوں کا حقیقی پاسباں بھی ہے وہی
وہ جو دیتا ہے دعاؤں کو اثر کا ضابطہ
ہر گھڑی میرے پسِ وہم و گماں بھی وہی
شعلۂ جاں کا محافظ ہے فقط ربِّ قدیر
دھوپ میں جلتے ہوؤں کا سائباں بھی ہے وہی
ایک اک ذرہ خدا کے حکم کا پابند ہے
مالکِ ارض و سماء کون و مکاں بھی ہے وہی
اپنی رحمت کی ردائیں بانٹتا رہتا ہے وہ
اپنے بندوں کے لئے جائے اماں بھی ہے وہی
صرف طاقت کا ہے سرچشمہ خدائے ذوالجلال
ہر جہاں میں قوتِ ہر ناتواں بھی ہے وہی
راستہ سیدھا دکھاتا ہے وہ ہر مخلوق کو
شاہدِ عادل، خدائے مرسلاں بھی ہے وہی
پتھروں کو گفتگو کا فن بھی سکھلاتا ہے وہ
قادرِ مطلق، خدائے انس و جاں بھی ہے وہی
خوشۂ گندم سے بھرتا ہے جو دامانِ ریاضؔ
اپنی ہر مخلوق کا روزی رساں بھی ہے وہی

﴿ریاض حسین چودھریؔ﴾

# نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

وہ لوگوں میں اسلام پھیلانے والے
ہدایت کی راہ سب کو دکھلانے والے
تھا خُلقِ پیامبر بھی کیا اللہ اللہ
ہر بد خواہ کے دل میں بس جانے والے
مسلماں ہو، کافر، یہودی یا مشرک
ضرورت میں ہر اک کے کام آنے والے
کہاں ویسے جذبے کہاں وہ فدائی
نبی کے اشارے پہ مر جانے والے
یہ اعزازِ یکتا کسی نے نہ پایا
شبِ اسریٰ معراج پر جانے والے
وہ مونس تھے ہمدم تھے غم خوارِ امت
وہ رو رو کے غاروں میں بخشانے والے
کئی معجزوں میں یہ اِک معجزہ تھا
ماہِ تاباں دو ٹکڑے فرمانے والے
نبی کا سراپا تھا رحمت ہی رحمت
وہ رحمت کی برسات برسانے والے
بڑی سادہ تھی زندگی مصطفیٰؐ کی
نمود و نمائش سے کترانے والے
نہ منصب پہ نازاں نہ فخر و تکبر
غریبوں امیروں میں گھُل جانے والے
یہ قرآن جن کی سمجھ میں نہ آیا
سبق اُن کو قرآں کا پڑھانے والے
مدثر مزمل ہیں یٰس و طہٰ
وہ کیا کیا لقب مولیٰ سے پانے والے
ہو میثاقِ مدنی یا جھگڑا حجر کا
ہر گتھی کو حکمت سے سلجھانے والے
ہو باطل مقابل تو بے خوف ہوکر
لڑائی کے میداں میں ڈٹ جانے والے
وہ بڑھیا جو مکہ سے ساحرؔ چلی تھی
ساماں اُس کا خود گھر میں پہنچانے والے

(احسان حسن ساحرؔ)

اداریہ

# حقیقی عوامی مسائل سے لاتعلق حکمران

مملکت خداداد پاکستان میں جمہوریت کے نام پر بادشاہت قائم ہے جس نے اداروں اور معاشی نظم ونسق کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کرپشن میں دلچسپی رکھنے والی حکومت ملکی سلامتی کا تحفظ نہیں کر سکتی۔ اس وقت موجودہ نظام کو کرپشن اور مک مکا کے ذریعے چلایا جا رہا ہے۔ افسوسناک امر یہ ہے کہ کرپشن کرنے والی سیاسی جماعتوں کے قائدین کرپشن کو کرپشن سمجھتے ہی نہیں وہ صرف اپنے خرچے پورے کرتے ہیں اور انہیں ملکی معیشت اور خارجہ پالیسی سے کوئی غرض نہیں۔ جس حکومت کا کوئی وزیر خارجہ نہ ہو اسکی کوئی خارجہ پالیسی کیا ہوسکتی ہے؟ ملکی نظام نا اہل اور کرپٹ افراد کے ہاتھوں میں ہے۔ طاقت و اقتدار ایک ہی خاندان کے گھر کی لونڈی ہے جس کی وجہ سے آج ہر طرف بربادی ہے۔ کسان، اساتذہ، ڈاکٹرز، مزدور، نرسز، نابینا و معذور افراد الغرض ہر طبقہ آج سب سڑکوں پر ہیں۔ ان حکمرانوں نے جمہوریت کے نام پر کرپشن کو نئی ''بلندیوں'' سے ہمکنار کیا اور محکمانہ اور مالیاتی نظم و ضبط کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔

اس وقت ملک کے اہم مسائل دہشتگردی، کرپشن اور عوام الناس کو مہنگائی سے چھٹکارا دلانا ہے۔ حال ہی میں پیش کردہ بجٹ میں عوامی مسائل کے حل کیلئے کوئی ویژن اور ٹھوس منصوبہ شامل ہی نہیں۔ قرضوں اور سود کی واپسی کیلئے رکھا گیا 1500 ارب کا بجٹ تعلیم، صحت، انفراسٹرکچر کے مجموعی بجٹ سے بھی زیادہ ہے۔ وفاقی حکومت نے تعلیم اور صحت کے بجٹ میں نمایاں کمی کی ہے۔ کیونکہ حکمران خود بیرون ملک علاج کرواتے اور بچوں کو پڑھاتے ہیں اس لیے انہیں 12 کروڑ سے زائد انتہائی غریب آبادی کے علاج معالجے اور تعلیمی ضروریات کی کوئی پرواہ نہیں۔ اسی طرح اس بجٹ میں غریب کو سستی روٹی، تعلیم، صحت اور روزگار دینے کا کوئی ٹھوس پلان شامل نہیں ہے۔

توانائی کے بحران کے باعث سالانہ دس لاکھ مزدور بے روزگار ہو رہے ہیں مگر نندی پور جیسے جعلی منصوبے دینے والوں کو عوام کی مشکلات کی ذرہ برابر بھی فکر نہیں ہے۔ اب تک بجلی بحران کو حل کرنے کے نام پر جو منصوبہ بھی سامنے آیا اس میں حکمرانوں کے مالی مفادات پوشیدہ نظر آئے۔ گردشی قرضوں کی ادائیگی کی مد میں جو بھاری رقم قومی خزانے سے ادا کی گئی اس پر بھی سوالیہ نشان لگے ہوئے ہیں۔ اب صورت حال یہ ہے کہ ان حکمرانوں کی کرپشن اور نااہلی کے باعث کوئی اس ملک میں سرمایہ کاری کرنے کو تیار نہیں۔ اس لئے کہ بیرون ملک پاکستانیوں اور دیگر سرمایہ کاروں کے نزدیک موجودہ حکمرانوں کی کوئی ساکھ اور وقعت نہیں ہے۔ حکمرانوں نے عوامی فلاح و بہبود کے لئے ظاہراً جتنے بھی منصوبوں کا آغاز کیا، وہ تمام کرپشن اور نااہلی کی نذر ہو گئے۔

دہشت گردی و انتہا پسندی کے خلاف اس وقت تک کئے گئے تمام اقدامات کا سہرا پاک فوج کے سر ہے۔ ان حکمرانوں نے تو قومی ایکشن پلان کو سبوتاژ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ قومی ایکشن پلان پر عملدرآمد نہ کرنا موجودہ حکمرانوں کی سب سے بڑی ناکامی ہے۔ آپریشن ضرب عضب سے امن بحال ہوا مگر حکمرانوں نے آئی ڈی پیز کی بحالی، مدارس کی رجسٹریشن، بیرون ملک سے فنڈنگ پر پابندی، نصاب سازی اور انفراسٹرکچر کی تعمیر میں

مجرمانہ غفلت کا مظاہرہ کیا۔

مسلح دہشت گردی تو اس ملک کو تباہ کر ہی رہی تھی مگر ان حکمرانوں کی معاشی دہشت گردی نے رہی سہی کسر بھی نکال دی ہے۔ سالانہ 4 ہزار ارب سے زائد کرپشن ہورہی ہے۔ 200 ارب ڈالر سوئس بینکوں میں پڑا ہے۔ پانامہ لیکس نے کرپشن کے اگلے پچھلے تمام ریکارڈ توڑ دیئے۔ دوسری طرف اراکین اسمبلی کی تنخواہوں اور مراعات میں اضافہ کردیا گیا ہے اور ترقیاتی فنڈز کے نام پر خزانے کے دروازے کھولے جارہے ہیں۔ یہ سب پانامہ لیکس سے نکلنے اور دیگر جماعتوں کے اراکین کو ہم خیال بنانے کے لئے سیاسی رشوت ہے۔ اگر اراکین اسمبلی کی کارکردگی کو دیکھا جائے تو ان سے پہلے والی مراعات بھی چھین لینی چاہئیں۔

اپوزیشن بھی پانامہ لیکس پر سنجیدہ کردار ادا کرتی نظر نہیں آرہی۔ ٹرم آف ریفرنس کی تیاری کے نام پر انصاف کو ذبح کرنے کی کوشش کی گئی۔ وزیراعظم کا علاج بھی ہوگیا، بجٹ بھی آ گیا مگر ٹی او آرز کا معاملہ جوں کا توں ہے۔ کرپشن کے خاتمہ کے حوالے سے حکومت کی سنجیدگی کا اندازہ ٹی او آرز کی تیاری کے پراسس سے ہو جانا چاہیے۔ ٹی او آرز کی تیاری کا حکومت و اپوزیشن کا یہ کھیل بے نتیجہ رہے گا۔ بالآخر فیصلہ عوام کو ہی کرنا ہوگا کہ وہ کرپشن زدہ اس متعفن نظام کے ساتھ زندہ رہنا چاہتے ہیں یا کوئی تبدیلی چاہتے ہیں۔ موجودہ کرپٹ نظام کی پیداوار یہ اسمبلیاں اور حکومت کرپشن کو تحفظ دیتی رہیں گی۔ اندریں حالات عالمی سیاست پر نظر رکھنے اور اسے پاکستان کے مفاد سے ہم آہنگ کرنے کیلئے حقیقی مینڈیٹ والی عوامی قیادت ناگزیر ہے۔

ہمیشہ کی طرح آج بھی قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی آواز عوامِ پاکستان کو بیدار کرنے اور انہیں ان کے حقوق کا شعور دلانے کے لئے بلند ہورہی ہے۔ موجودہ حکمران نام نہاد اپوزیشن سے نہیں بلکہ اس حقیقی آواز سے خائف ہیں۔ اسی لئے جب بھی قائد انقلاب کی پاکستان آمد کا اعلان ہوتا ہے کرپٹ، بزدل اور قاتل حکمرانوں کے پسینے چھوٹ جاتے ہیں کیونکہ موجودہ کرپشن اور لوٹ مار کے نظام کی حقیقی اپوزیشن قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری ہیں جو ہر مرحلہ پر قوم کے سامنے اصل تصویر رکھتے ہیں۔ دھاندلی زدہ الیکشن ہوں یا پانامہ کی ڈکیتیاں، ڈاکٹر طاہرالقادری نے حقائق قوم کے سامنے رکھے۔ حکمرانوں نے اس آواز کو دبانے اور لاکھوں کارکنان کو پرامن احتجاج سے روکنے کیلئے ہر مرتبہ روایتی سرکاری ہتھکنڈے استعمال کئے۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے مجرم آج بھی دندناتے پھر رہے ہیں اور شہداء کے لواحقین اور مظلومین انصاف کے لئے عدالتوں کے چکر لگارہے ہیں مگر افسوس ہر قومی ادارے کی طرح عدالتیں بھی اِن حکمرانوں کی زرِخرید ہیں۔ یہاں سیاست کے نام پر مافیاز کا راج ہے۔ آئین صرف عدالتوں میں حوالہ جات کے استعمال تک محدود ہے ''عملاً'' اس پر کہیں عمل نہیں ہورہا۔

مگر ہم ان حالات سے مایوس نہیں اور نہ ہی اِن حکمرانوں کو اس طرح مادر پدر آزاد گھومنے دیں گے۔ پاکستان عوامی تحریک قائد انقلاب کی قیادت میں 19 کروڑ عوام کے حقوق کے جنگ لڑ رہی ہے۔ کارکنان تحریک مزدوروں، مظلوموں، کسانوں، طلبہ اور سوسائٹی کے کمزور طبقات کو ان کے بنیادی آئینی حقوق دلوانے کی اس جدوجہد کو آئین اور قانون کی پاسداری کرتے ہوئے جاری رکھیں گے اور اس عظیم مقصد کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

# تصوف و معرفت کی روح۔ اتباعِ سنتِ مصطفیٰ ﷺ

## خصوصی خطاب: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری☆

مرتب: محمد یوسف منہاجین　　معاون: محمد خلیق عامر

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ.

’’(اے حبیب!) آپ فرما دیں: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تب اللہ تمہیں (اپنا) محبوب بنا لے گا‘‘۔ (آل عمران: ۳۱)

حضور نبی اکرم ﷺ کی اتباع کرنا اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت ہے۔ حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا:

من علامات المحبة لله، متابعة حبيب الله في أخلاقه و أفعاله و أمره و سننه.

(تاریخ مدینہ و دمشق، ذکر من اسمہ ذوالنون، ۱۷: ۴۲۷)

’’اللہ کی محبت کی علامات میں سے اول علامت یہ ہے کہ حضور ﷺ کے اخلاق، افعال، حکم، نہی اور آقا ﷺ کی جمیع سنت و سیرت میں آپ ﷺ کی کامل متابعت کی جائے‘‘۔

یعنی آقا علیہ السلام کی سیرت طیبہ اور احکام کی متابعت کو اپنا لباس بنا لیا جائے تو بندہ محبتِ الٰہی کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ مگر افسوس! ہم نے محبت اور شے کو بنا دیا اور آقا ﷺ کی متابعت کو الگ مضمون بنا دیا۔ ظاہری متابعت کوئی اور لے گئے اور دعویٰ محبت ہمارے پاس رہ گیا۔ نتیجتاً دین ٹکڑے ہو گیا۔ وہ بھی آدھی خیر سے محروم ہو گئے اور ہم بھی آدھی خیر سے محروم ہو گئے۔ لہذا کامل خیر حاصل کرنے سے ہی نجات ممکن ہوگی یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت بھی ہو اور آقا ﷺ کی کامل متابعت بھی ہو، اسی صورت ساری خیرات میسر آسکیں گی۔

### محبت، اعمالِ صالحہ کا تقاضا کرتی ہے

محبت حقیقت میں اعمالِ صالحہ اور متابعتِ مصطفیٰ ﷺ کا تقاضا کرتی ہے۔ اگر ہم اپنے طرزِ عمل پر غور کریں تو ہم کس محبت کا دعویٰ کرتے ہیں؟ ہماری محبت محض ایک دھوکہ ہے۔ بد قسمتی سے ہمارے اس مسلک اہل سنت والجماعت میں ایسے لوگوں، پیروں، مشائخ و رہبر کہلانے والوں کی کوئی کمی نہیں ہے جن کا مطمع نظر فقط اپنی ذات کی پوجا کروانا اور اپنی جیبوں کو بھرنا ہے۔ وہ سچی کھری بات اپنے طالبوں، شاگردوں، مریدوں کو نہیں کہتے بلکہ جو آئے اور ہاتھ میں ہاتھ دے دے، بیعت کر لے، نذرانہ دے دے، زیارت کے لیے آئے سب کا بیڑا پار کرنے کا دعویٰ کرتے نظر آتے ہیں۔ میں برملا کہتا ہوں کہ اللہ کی عزت کی قسم، آقا علیہ السلام کی ذات پاک سے لے کر صحابہ کرام تک، صحابہ کرام سے لے کر تابعین تک، جمیع تابعین سے لے کر اتباع التابعین تک، ائمہ اہل بیت سے لے کر ائمہ فقہ و مجتہدین اور جمیع اولیاء و صالحین تک جو

☆ (خطاب نمبر: Fr-9) (مورخہ 12 اگست 2012ء) (CD#1644)

ولایت و روحانیت کے چشمے تھے، جن سے نور پھوٹتا تھا۔۔۔ جن سے لوگوں کو ہدایت ملتی تھی۔۔۔ جن لوگوں نے دلوں کے احوال بدل ڈالے تھے۔۔۔ اور جنہوں نے لوگوں کو گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی تک پہنچا دیا تھا، چودہ سو سال میں ان میں سے کسی اللہ والے نے یہ نہیں کہا کہ فقط میرا دامن تھام لینے اور میری بیعت کر لینے سے بیڑا پار ہے۔ یہ بات چیلنج سے کر رہا ہوں۔ یہ وہ فتنہ ہے جو ہمارے عقیدہ اور مسلک اہل سنت میں داخل ہوا ہے۔ اس رویہ نے ہمیں بڑی بڑی برکتوں کے چشموں سے محروم کر دیا اور بے عملی کو رواج دیا ہے۔

کوئی شخص اصل اور حقیقی تعلیماتِ اسلام کی تاکید نہیں کرتا۔ پردے پر زور نہیں دیتا، سر پہ دوپٹہ نہ ہو پھر بھی بیڑا پار ہے۔۔۔ پیروں کے پاؤں دبائیں بیڑا پار ہے۔۔۔ نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں بیڑا پار ہے۔۔۔ شریعتِ محمدی کا حیا نہ کریں تب بھی بیڑا پار ہے۔۔۔ کیوں؟ کیا اس لئے کہ آپ نے میرا دامن تھام لیا۔ ہمیں نذرانہ دے دیا، مزار پہ آتے ہیں، گیارہویں شریف کرتے ہیں، میلاد پاک مناتے ہیں، ہمارا نام لیتے ہیں، ہمارے سلسلے میں آ گئے، آپ کو ہماری نسبت ہو گئی۔ یاد رکھیں! کسی ولی اللہ نے نسبت کا یہ معنیٰ بیان نہیں کیا۔

تصوف، سلوک، طریقت، معرفت، اخلاق، ہدایت اور نور اگر لینا ہو تو یہ اقدار آج زندوں میں نہیں رہیں بلکہ ان میں تلاش کرو جو ہم سے رخصت ہو چکے۔ یعنی ان کبار اولیاء کے اعمال سے سیکھو، ان کے احوال سے سیکھو، ان کے شب و روز کو پڑھو کہ ان کی تہجد گزاری کیسی تھی۔۔۔؟ ان کی راتیں کیسے بیتتی تھیں۔۔۔؟ ان کے دن کیسے بیتتے تھے۔۔۔؟ ان کے اندر خوف خدا کیسا تھا۔۔۔؟ تقویٰ کیسا تھا۔۔۔؟ حب الٰہی کیسی تھی؟ ان کی نیتیں کتنی خالص تھیں۔۔۔؟ وہ کتنے متوجہ الی اللہ تھے۔۔۔؟ ما سویٰ اللہ سے ان کے دل کتنے خالص تھے۔۔۔؟ دنیا کے حرص اور لالچ سے ان کے دل کتنے پاک تھے۔۔۔؟ ان کا ظاہر و باطن کتنا روشن تھا۔۔۔؟ ان کا اخلاق حسنہ کیا تھا۔۔۔؟ اعمال صالحہ کیا تھے۔۔۔؟ احوال عالیہ کیا تھے۔۔۔؟ الغرض تصوف سیکھنا ہے تو گزرے ہوؤں کے احوال سے سیکھیں کہ حقیقت میں تصوف، سلوک، طریقت اور معرفت کیا ہے؟

## اسلاف کا تصوف

قرون اولیٰ سے لے کر ہمارے پچھلے دور تک جتنے صالحین ہوئے سب کے نزدیک اصل تصوف اور اس کی تعلیمات کا نچوڑ درج ذیل پانچ نکات پر مشتمل ہے:

### ۱۔ اخلاص فی النیۃ

نیتوں کا اللہ کے لیے خالص ہو جانا، تصوف ہے۔ یعنی نیتیں اور قلب ما سویٰ اللہ سے خالص ہو جائے اور اِن میں اللہ کے سوا کسی غیر کی گرد تک نہ رہے۔

### ۲: علمِ نافع

علمِ نافع سے مراد اتباعِ کتاب وسنت ہے یعنی جو شیخ اپنے مریدوں کو کتاب وسنت کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ مختلف حیلوں بہانوں سے کتاب وسنت کی تعلیم سے گریز کرتا ہے۔ وہ نہ مرشد ہے اور نہ شیخ بلکہ وہ شیطان ہے۔ لہذا ایسے شیاطین سے محفوظ رہیں۔

### ۳۔ عملِ صالح

تقویٰ، پرہیزگاری، اوامر و نواہی کی پابندی، فرائض و واجباتِ دین کی پابندی، عبادات اور صالح اعمال کو ہر صورت اپنانا تصوف ہے۔

### ۴۔ اخلاقِ حسنہ

ہر ایک سے تواضع سے پیش آنا تصوف ہے۔ آج کل خود کو صوفی اور پیر کہلوانے والوں کی گردنیں اکڑی رہتی ہیں۔ وہ تین انگلیوں سے زیادہ کے ساتھ دوسروں سے مصافحہ نہیں کرتے۔ آنکھوں میں جعلی قسم کی سرخی لا کر

جلال دکھاتے ہیں۔ منہ پر مسکراہٹ نہیں آتی۔ تواضع و انکساری ان میں نام کی نہیں ہے۔ کیا یہ تصوف ہے؟ یہ معرفت و طریقت نہیں بلکہ سب اولیاء و صالحین کی خلاف ورزی ہے۔ اخلاق، تواضع، مسکراہٹ، سخاوت، ایثار، قربانی، پیار، رحم دلی، شفقت، اعتدال، خیر خواہی یہ سب حسن خلق ہے اور تصوف کے راستے پر گامزن احباب پر اِن اقدار کا غلبہ دکھائی دیتا ہے۔

**۵۔ سلامتِ صدر**

تصوف دل اور سینے کا ہر قسم کے حسد اور بغض سے پاک ہونا ہے۔ جو شخص مریدوں اور طالبوں کو دوسرے مشائخ، صلحاء، علماء کی مجالس میں جانے سے روکے وہ زندیق ہے، وہ شیخ نہیں ہے۔

آقا علیہ السلام نے حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کو حضرت اویس قرنی سے ملنے کے لئے جانے کے احکامات دیئے۔ تابعین، اتباع التابعین اپنی زندگیاں سفر میں گزارتے، جہاں کسی اللہ والے کی خبر ملتی ان کی مجلس میں جاتے۔ حضور داتا گنج بخش علی ہجویری نے تین سو سے زائد اولیاء اللہ کی زیارتوں اور ان کی مجلسوں وصحبتوں سے فیض یاب ہونے کے لیے زندگی بھر سفر کیا۔ حضرت جنید بغدادی نے سفر کئے۔۔۔ امام اعظم نے کئی مشائخ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے۔۔۔ امام شافعی، امام احمد بن حنبل نے اسفار کیے۔۔۔ الغرض کل اولیاء اللہ کا یہ معمول رہا کہ حصولِ فیض کے لئے سفر کرتے رہے۔

اولیاء اللہ ایسا کیوں کرتے؟ اس لیے کہ ان کے سینے کھلے تھے۔ کسی کے لیے حسد، بغض، گرد و غبار دل میں نہ تھا۔ جہاں خیر، علم و حکمت، دین، روحانیت، نصیحت اور رشدوہدایت کی کچھ روشنی ملتی، وہیں جاتے۔ اہل اللہ کا یہ طریق تھا۔ افسوس! ہمارے ہاں آج نہ یہ ماحول ہے اور نہ ہی مشائخ و علماء کسی مرید یا شاگرد کو اجازت دیتے ہیں۔ ہماری طبیعتوں میں اس حد تک بخل، کنجوسی، حسد موجود ہے۔ یہ نہ دین ہے، نہ ایمان ہے، نہ طریقت ہے اور نہ معرفت ہے۔ یاد رکھیں! دل کا سخی ہونا تصوف ہے۔ ہم تصوف کا نام لیتے ہیں مگر ہماری مجلسوں میں چوبیس گھنٹے غیبت ہوتی ہے۔ دوسرے مشائخ و علماء کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ دوسروں پر عیب جوئی ہوتی ہے۔ یہ کہاں کی مجالسِ خیر ہیں؟

ہم نے خالی عشق و محبت کے نام کو نشہ بنا لیا ہے اور دین کے اوپر عمل ترک کر دیا ہے۔ دین میں اس حد تک نرمی اور لچک کر دی کہ شریعت کی اہمیت کم کر دی اور آج علم کا نام لینے اور عمل کی طرف آنے کو کوئی تیار نہیں۔ اہل سنت کی مسجدوں میں نمازی نام کے نہیں ملتے۔ نماز کی پابندی کی توفیق نہیں۔ شریعت کی پابندی کی توفیق نہیں۔ احکام دین کی حفاظت کا اہتمام نہیں۔ تعلیم دینے والے بھی دین و شریعت کی اہمیت کو کماحقہ اجاگر نہیں کرتے۔

لہذا اہل سنت غفلت کی نیند سے بیدار ہوں۔ جہاں عشق رسول، محبتِ رسول اور ادبِ رسول ﷺ ہے وہاں اطاعت و اتباعِ رسول ﷺ بھی زندگی میں لائیں۔ تحریک منہاج القرآن کے کارکنان، قائدین، متوسلین، متمسکین! میں متابعت مصطفیٰ ﷺ کا رنگ آپ کے ظاہر و باطن پر چڑھا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں تاکہ آپ کو دیکھ کر آقا ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور قبر میں ہمیں اُن کی پہچان نصیب ہوسکے۔ یہ اُسی صورت ممکن ہے اگر آقا ﷺ کی اتباع پر زندگی گزری ہوگی۔ بصورت دیگر اگر آقا ﷺ کی سچی غلامی زندگی میں نہیں ہوگی، خالی دعوے اور نعرے ہوں گے تو قبر میں ہمیں پہچان نصیب نہ ہوگی۔

## گناہ سے رکنا عظیم عبادت ہے!

حضور نبی اکرم ﷺ کی کامل متابعت کا مطلب ہے کہ مومن اللہ رب العزت کی کامل بندگی کو اختیار کرے اور حضور نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کو اپنے لئے اسوۂ سمجھے۔ نیک اعمال اور عبادت کی جانب راغب ہو اور گناہوں سے اجتناب کرے۔ عبادت کے بارے میں

ہمارا محدود تصور ہے۔ نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، زکوۃ دینا، حج کرنا، صدقات و خیرات کرنا اور مثبت اوامر کی بجا آوری، ہم صرف عبادت کو اِن تصورات تک محدود رکھتے ہیں جبکہ عبادت کا تصور اس سے کئی بڑھ کر وسیع ہے۔ حضرت انس ابن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا:

**یا رسول الله ﷺ! ترک الغیبة أحب إلیک أم صلاة ألف رکعة؟ قال رسول الله ﷺ! ترک الغیبة أفضل من صلاة ألف رکعة.**

''یارسول اللہ ﷺ! غیبت کو ترک کر دینا آپ کو یہ عمل زیادہ محبوب ہے یا ایک ہزار رکعت نفل پڑھنا؟ فرمایا: میرے نزدیک فقط غیبت کو ترک کر دینے کی ایک ہزار رکعت نفل ادا کرنے سے زیادہ فضیلت ہے''۔

اس حدیث کے الفاظ اور ہمارے طرزِ عمل کا موازنہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے دین کو سمجھا ہی نہیں۔ اپنے تصورات، توہمات اور رسوم کے ساتھ اپنے دین کو من گھڑت دین بنا رکھا ہے۔ دین کی روح کو سمجھیں کہ دین انسان کے باطن کو کتنا پاکیزہ، اجلا، صاف، ستھرا مصفٰی اور منزہ کرنا چاہتا ہے۔ ہر گرد، غیبت، چغلی، حسد، بغض، عناد، عداوت، حرص اور لالچ سے دل اتنا پاک ہوجائے کہ دل کا آئینہ چمک اٹھے اور اس میں جلوۂ حق دکھائی دے۔ دین تو ہمارے ظاہر و باطن اور قلب و روح کو اتنا اجلا کرنا چاہتا ہے اور ایک ہم ہیں کہ ہمیں فکر ہی نہیں کہ کیا کیے جا رہے ہیں۔

## گناہوں سے چھٹکارا کیونکر ممکن ہے؟

ہم میں سے بہت لوگوں کا مسئلہ ہے کہ وہ گناہ چھوڑنا چاہتے ہیں لیکن چھوڑ نہیں سکتے۔ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کے پاس ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری زندگی سے گناہ نہیں چھوٹتا۔ چاہتا ہوں کہ گناہ چھوڑ دوں۔ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں، ایسی تعلیم دیں جو مجھے نفع دے اور گناہ چھوٹ جائیں۔

ابراہیم بن ادھمؒ نے اس کا حل تجویز فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ میں پانچ طریقے بتاتا ہوں، ان میں سے کسی ایک پر عمل کرلو تو گناہ چھوٹ جائے گا۔ فرمایا:

۱۔ اگر تو گناہ کا ارادہ کرنا چاہے تو پھر گناہ کر مگر اتنا حیا کر کہ اُس کا رزق کھانا چھوڑ دے کیونکہ تو اللہ کی نافرمانی کر رہا ہے۔ یہ کتنی بڑی بے حیائی ہوگی کہ کھائے بھی اُس کا اور غرائے بھی اسی کو۔ کھائے بھی اسی کا اور سرکشی بھی اسی کے حکم کی کرے۔ لہذا جب گناہ کا خیال دل میں آئے تو سوچ جو تجھے صبح و شام رزق دیتا ہے تو اسی سے بغاوت کرتا ہے۔ پس اس کے رزق کا ہی حیاء کر لے۔

۲۔ جب تیرا گناہ کرنے کا ارادہ بنے تو پھر تو گناہ کر مگر اللہ کی زمین میں یا اس کے شہر میں نہ رہے۔ رہے بھی اسی کے شہر میں اور بغاوت بھی اسی کے ساتھ کرے، کوئی بادشاہ یہ گوارہ نہیں کرتا۔ اس کی حدود سے باہر جا کر وہ گناہ کر۔ اُس نے کہا: مشرق سے مغرب تک ساری کائنات اسی کی ملکیت ہے، میں کہاں جا کر رہوں۔ فرمایا: پھر اس کا حیاء کر کہ اس کی سلطنت میں بھی رہتا ہے اور اس سے بغاوت بھی کرتا ہے۔

۳۔ اگر تیرا ارادہ گناہ کرنے کا بنے تو کر مگر اس جگہ کر جہاں وہ تجھے دیکھ نہ سکے۔ اُس نے جواب دیا: آسمانوں اور زمینوں کی ساری کائنات میں تحت الثریٰ اور زمین و آسماں کے درمیان جو کچھ ہے ہر جگہ اس کے علم اور نظر میں ہے، وہ ہر شے کو دیکھتا ہے، اس سے تو مخفی کوئی جگہ نہیں۔ وہ کون سی جگہ ہے جہاں میں گناہ کروں اور وہ نہ دیکھے۔ فرمایا: پس اتنا حیاء تو کر تو یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے تو گناہ کا ارتکاب کر رہا ہے۔

۴۔ گناہ کر لیکن جب ملک الموت تیری روح قبض کرنے کے لیے آئے تو پھر اُس کو اتنا کہہ دینا کہ کچھ وقت کی مجھے مہلت دے دے تاکہ میں توبہ کرلوں، گناہ کی بخشش طلب کر کے خدا کے حضور جاؤں، کچھ نیک اعمال کر لوں تاکہ اللہ کے حضور جانے کے قابل بنوں۔ اس شخص نے کہا کہ ملک الموت تو میری درخواست قبول نہیں کرے

گا۔ جب روح قبض کرنے کا لمحہ آ جاتا ہے تو اس میں لمحہ بھر تاخیر نہیں ہوتی، لہذا مجھے نہ توبہ کرنے کی مہلت ملے گی اور نہ کوئی اعمال صالحہ بجا لاسکوں گا۔ فرمایا: جب تجھے اس بات پر قدرت نہیں کہ توبہ کرنے اور نیک عمل کرنے کی ایک لمحے کی مہلت بھی مل سکے تو پھر اسی مہلت کو غنیمت جان اور گناہ سے باز آجا۔

۵۔ قیامت کے دن جب تیرا نامہ اعمال گناہوں سے بھرا ہوا کھلے اور دوزخ کے فرشتوں کو حکم ہو کہ وہ تیری پیشانی کے بالوں سے تجھے پکڑ کر گھسیٹ کر دوزخ میں لے جائیں، اس وقت ان سے کہہ دینا کہ مجھے نہ لے جاؤ شاید میں اللہ سے درخواست کروں اور مجھے نجات مل جائے۔ اس نے کہا: قیامت کے دن تو کوئی مہلت نہیں ملے گی۔ فرمایا: جب یہ ممکن نہیں تو آج جب مہلت ہے تو اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے گناہوں کو چھوڑ کیوں نہیں دیتا۔

جب یہ پانچوں نسخے سن لیے تو اس شخص کی چیخ نکلی۔ رو پڑا اور اللہ کے حضور حقیقی معافی کا طلبگار ہوگیا۔

جوانو! ان پاکیزہ جوانیوں کو معصیت کی غلاظت کے ساتھ کیوں آلودہ کرتے ہو۔۔۔؟ ان پیاری پیاری جبینوں کا تو حق تھا کہ انہیں اللہ کے حضور سجدوں سے منور کرو۔۔۔ ہاتھوں کا حق تھا کہ ان سے نیکیاں کماؤ۔۔۔ قدموں کا حق تھا کہ خیر کی طرف ان قدموں کے ذریعے آگے بڑھو۔۔۔ جسم و روح کا حق تھا کہ خدا کی تابعداری اور اخلاص و اعمال صالحہ میں ہی ہمیشہ مصروف رہو۔ افسوس! ہم نے زندگی گناہوں میں برباد کر دی اور ہم پر غفلت کے پردے پڑے رہے۔ قیامت کے دن جب اعمال صالحہ کا پلڑا ہلکا ہوگا اور گناہوں کا پلڑا بھاری ہوگا تو اس وقت کوئی کام نہیں آئے گا۔ لہذا اس دنیا کی مہلت ہی کو غنیمت سمجھیں۔

## حصولِ علمِ دین سے بے اعتنائی

عبادت کی ایک صورت علمِ دین کا حصول ہے۔ متابعتِ مصطفیٰ ﷺ سے دوری کی ایک صورت علم دین کے حصول میں بے اعتنائی برتنا بھی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا:

**أفضل العبادة الفقه.**

(طبراني، الأوسط، ۹: ۱۰۷، رقم: ۹۲٦٤)

سب سے افضل عبادت دین کا فہم حاصل کرنا ہے۔

افسوس! ہمارے اہل سنت میں اس چیز کا بھی صفایا ہوگیا ہے۔ ماں باپ کو بھی اس کی فکر نہیں رہی۔ عمر بھر ہم اپنی اولاد کو کھلائیں پلائیں گے، سب کچھ لٹائیں گے، ان کی دنیاوی کامیابی کے لئے، مال کمانے کے لیے زندگی لگا دیں گے مگر کتنے ماں باپ ایسے ہیں جن میں یہ فکر بھی ہو کہ اولاد کو دنیا کا علم سکھانے کے ساتھ ان کے سینے میں علمِ مصطفیٰ ﷺ اور قرآن و سنت کا علم بھی داخل ہو۔ ماں باپ بچوں کو دین کا علم دینے کے لئے محنت نہیں کرتے۔ فقط قاری صاحب کو بلا کر یا مسجد میں بھیج کر قرآن مجید ناظرہ پڑھا لیتے ہیں اور اس کو قرآن پر اور اللہ پر (نعوذ باللہ) احسان تصور کرتے ہیں۔

یہ ظلم کی انتہا ہے۔ ذرا موازنہ تو کریں کہ دنیا کا علم اور دنیا داری سکھانے پر ہم کتنی محنت اور کتنا خرچ کرتے ہیں اور دین سکھانے اور اولاد کی زندگی میں دین کو داخل کرنے کے لیے کتنی محنت اور کتنا خرچ کرتے ہیں؟ دین مفت بھی ملے تو سیکھنے کو کوئی تیار نہیں۔ جبکہ یونیورسٹی میں ہائر ایجوکیشن پر دس دس ہزار پاؤنڈ دے کر بھی پڑھتے ہیں۔ ادھار اٹھا کر بھی پڑھتے ہیں اور دین پر ایک سو خرچ کرنے کو تیار نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ جب اچھے کھاتے پیتے لوگ اپنی اولادوں کو دین کے علم کے لیے نہیں بھیجیں گے تو غریب اور پسماندہ لوگ جن کے پاس بچوں کے لئے کپڑے، کھانا، روزگار اور پیسے نہیں وہ غربت زدہ لوگ غربت سے بچنے کے لئے اپنے بچوں کو دین کے علم کے لئے بھیجیں گے۔ نتیجتاً وہ بچے جب علم حاصل کرتے ہیں تو روزگار کے طور پر دین کا

علم استعمال کرتے ہیں۔ گویا دین سارا غریبی میں سیکھا اور غریبی میں تنخواہوں کے ساتھ آگے سنایا۔ اب اس تبلیغ میں کس برکت کی توقع کی جاسکتی ہے؟ ایسی تبلیغ کے ساتھ کس کے اندر کتنا انقلاب آ جانے کی امید رکھی جاسکتی ہے؟

الغرض آخرت کے نام پر جب دنیا کمائی جائے گی تو تاثیر نہ رہے گی۔ یہ ہلاکت ہمارے عقیدے میں زیادہ ہے کہ جس کو دیکھو کوئی بھی دین کا علمبردار پیسے لئے بغیر تقریر کرنے کو تیار نہیں، دین کا علم دینے کو تیار نہیں (الا ما شاء اللہ)۔ ان سے دین کی بات سننی سمجھنی ہو تو پہلے ایکٹروں اور ناچ گانے والوں کی طرح ریٹ طے ہوتے ہیں۔ میرے ذاتی مشاہدہ میں اس طرح کے کئی واقعات ہیں۔ دین کے ان علمبرداروں نے باقاعدہ سیکرٹری رکھے ہوئے ہیں جو ایڈوانس روپے لینے کے بعد ''حضرت صاحب'' کا وقت دیتے ہیں۔ سروں پر عمامے باندھے ہوئے ہیں، گلے میں پٹکے ہیں، عربی جبے پہنتے ہیں، حضور ﷺ کی سنت اور دین کا نام لیتے ہیں، علماء کہلاتے ہیں، مگر ٹکے ٹکے کے ساتھ خطبہ جمعہ اور دین کی تقریریں بیچتے ان لوگوں کو شرم نہیں آتی۔ اگر دین کا نام لینے والوں کا عمل یہ ہوگا تو پھر لوگ انہیں بلائیں گے یا گلوکاروں کو بلائیں گے۔ گانے والوں اور ان کے درمیان کیا فرق رہ گیا۔ اس نے گانا سنانے سے پہلے پیسے طے کئے اور تم نے قرآن وسنت سنانا تھا، مگر پہلے ریٹ طے کر رہے ہو۔

افسوس! یہ وبا ہمارے مسلک اہل سنت میں زیادہ پھیلی ہے۔ دوسرے لوگ بھی لیتے ہوں گے لیکن شاید اتنا نیچے نہیں گرے ہوں گے۔ پردہ داری میں لیتے ہوں گے۔ افسوس ہم لوگ تو منگتے بن گئے ہیں۔ ریٹ طے کرتے ہیں۔ جتنا بڑا نعت خواں ہے پہلے ریٹ طے کرتا ہے، پھر نعتیں سنا کر عشق مصطفیٰ ﷺ کی بات کرتا ہے۔ ان لوگوں کو شرم سے ڈوب مرنا چاہیے۔ یہ کون سا عشق مصطفیٰ ﷺ ہے کہ جس رسول ﷺ کی نعت سنانے کے لیے تم ایک رات کے ہزاروں، لاکھوں روپے لیتے ہو۔

مرنے کے بعد ان سطحی اعمال کی حیثیت معلوم ہوگی جب آقا ﷺ کا چہرہ سامنے ہوگا۔ آپ ﷺ کہیں گے کہ بدبخت میری نعت سنانے اور میرے دین کو پھیلانے کے لئے لوگوں سے پیسے مانگتا تھا۔ افسوس! ہمارے مسلک میں اس عشق مصطفیٰ ﷺ کی تلقین ہو رہی ہے۔ حتی کہ قرآن کی قرات کے ریٹ بھی لگتے ہیں۔ کیا آقا ﷺ نے امت کو یہی تلقین کی تھی۔۔۔؟ کیا صحابہ کرام کا طرزِ عمل یہ تھا۔۔۔؟ تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین کا یہ طریق تھا۔۔۔؟ خدا کے لیے دین کو بیچنا چھوڑ دیں۔ اس وجہ سے ہمارے اندر سے برکتیں اٹھ گئی ہیں۔ ہم نے لباس کے ڈھونگ رچا رکھے ہیں۔ پٹکے دوہرے کر کے گلے میں ڈال لیے ہیں۔ داڑھیاں لمبی رکھ لیتے ہیں۔ ان بڑی سائز کی داڑھیوں سے کیا ملے گا کہ داڑھی کا دکھلاوا بھی پیسے کا ریٹ بنانے کے لیے ہے۔ اس گلے سے کیا لوگے جو فری حضور ﷺ کی نعت نہیں پڑھتا۔ اس تقریر سے کیا لوگے جو پیسے لیے بغیر نہیں ہوتی۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

حتی کہ تقریریں کرنے والوں، نعت پڑھنے والوں نے سیکرٹری اور مینیجر رکھے ہوئے ہیں۔ جن کے پردے میں یہ اپنے مالی معاملات طے کرتے ہیں۔ سیکرٹری کے کنفرم کرنے کے بعد ''صاحب بہادر'' اللہ اور اس کے رسول کے نام کی اشاعت کے لئے چلتے ہیں۔ کیا یہ اولیاء و صوفیاء کی پیروکاری ہے۔۔۔؟ کیا یہ اللہ والوں کا طرز عمل ہے۔۔۔؟ اس چیز نے مسلک کو برباد کر دیا ہے اور نوجوان نسلوں کو بیزار کر دیا ہے۔ وہ عقیدے چھوڑ کر جا رہے ہیں اور ہم کبھی غور نہیں کرتے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ جس کا نام لو وہی دین کا سوداگر ہے۔ ان حالات میں قوم اور نوجوان نسل کو دین کی حقیقی تعلیم کی طرف متوجہ کرنا ہوگا۔

## حصولِ علمِ دین کی فضیلت

ہم تسبیحاں پڑھتے ہیں، نوافل پڑھتے ہیں، سب کچھ کرتے ہیں، حلق سے اوپر کرتے چلے جاتے ہیں مگر دین کے علم کے سیکھنے کی اہمیت سے آگاہ نہیں۔ ان حالات میں مبارکباد کے مستحق ہیں وہ علماء اور وہ غریب خطباء، مدرس، ائمہ جو موسم کی شدت سے بے نیاز مساجد میں لوگوں کو عبادات کی طرف مائل کرتے ہیں اور انہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات سناتے ہیں۔ ان کے ان نیک اعمال کی وجہ سے نسلوں تک جیسے بھی ہے حضور ﷺ کا دین پہنچ رہا ہے۔ اللہ انہیں دنیا پرستی و مال پرستی سے محفوظ رکھے۔

حصولِ علمِ دین کی فضیلت درج ذیل احادیث واقوال سے واضح ہوتی ہے: امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

**طلب العلم أفضل من صلاة النافلة.**

(شافعی، مسند، ۱: ۲۴۹)

''علم کا حاصل کرنا نفلی نمازوں سے افضل ہے''۔

☆ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں:

**باب من العلم يحفظه الرجل لصلاح نفسه وصلاح من بعده أفضل من عباده حول.**

(ابن جعد، مسند، ۱: ۱۶۳)

''کوئی شخص علم کا ایک باب سیکھے تاکہ وہ شخص اپنے حال کی اصلاح کرے اور اپنے علاوہ بعد کے دوسرے لوگوں کی اصلاح کا سامان کر سکے، اس نیت سے علم کا ایک باب سیکھنا ایک سال کی عبادتِ بے ریا سے افضل ہے''۔

☆ حضرت انس ابن مالکؓ نے فرمایا:

**خير دينكم السنن و خير العبادة الفقه.**

(دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، ۲: ۱۷۵، رقم: ۲۸۷۶)

''دین میں سب سے اعلیٰ چیز آقا علیہ السلام کی سنت ہے اور عبادت میں سب سے اعلیٰ چیز دین کی سمجھ حاصل کرنا ہے''۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمروؓ روایت کرتے ہیں کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا:

**قليل الفقه خير من كثير العبادة.**

(طبرانی، الأوسط، ۸: ۳۰۲، رقم: ۸۶۹۸)

''تھوڑا سا علم دین کا حاصل کرنا بہت زیادہ نفلی عبادت کرنے سے افضل ہے''۔

☆ سیدنا امام حسن مجتبیٰؑ فرماتے ہیں: آقا علیہ السلام نے فرمایا:

**من جاءه الموت وهو يطلب العلم ليحيى به الإسلام فبينه و بين النبيين درجة واحدة في الجنة.** (دارمی، السنن، ۱: ۱۱۲، رقم: ۳۵۴)

''کسی شخص نے علم حاصل کیا اور علم کا طالب رہا اسی حال میں اس کو موت آ گئی اور اس کی نیت یہ تھی کہ علم دین سیکھ کر دین کو زندہ کروں گا۔ دین کی اقدار کو زندہ کروں گا۔ اس دین کے طالب علم اور انبیاء کے درمیان جنت میں صرف ایک منزل کا فرق ہوگا''۔

یعنی اللہ تعالیٰ اسے جنتوں میں اتنا اعلیٰ مقام عطا کرے گا کہ ایک منزل چھوڑ کر اوپر انبیاء رہ رہے ہوں گے۔

☆ آقا ﷺ نے دین کے علم کو پہنچانے والوں کو اپنے خلفاء قرار دیا۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا:

**اللّٰهم ارحم خلفائي قلنا: يا رسول الله! ومن خلفائك. قال: الذين يأتونه من بعدي يروون أحاديثي و سنتي و يعلمونها الناس.**

(طبرانی، الأوسط، ۶: ۷۷، رقم: ۵۸۴۶)

''اے اللہ میرے خلفاء پر رحم کر۔ ہم نے عرض کیا: آپ کے خلفاء کون ہیں؟ فرمایا میرے خلفاء وہ ہیں جو میرے زمانے کے بعد آئیں گے اور وہ دین کو سیکھیں گے، میری احادیث اور سنت لوگوں کو بیان کریں گے اور پھر ان کے معنیٰ کی تعلیم دیں گے''۔

☆ حضرت امام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں:

**لا أعلم من العبادة شيئاً أفضل من أن يعلم**

الناس العلم. (بیهقی، المدخل، ۱: ۳۰۹، رقم: ۴۷۱)

''میں آج تک کسی ایسی نفلی عبادت کو نہیں جانتا جو علم سیکھنے اور لوگوں کو سکھانے کے عمل سے زیادہ فضیلت اور ثواب رکھتی ہو''۔

## علمِ دین سے دوری کے اثرات

اس وقت پاکستان کی پوری سوسائٹی دین سے دور، دین کی طلب سے دور، دین کے علم کی تحصیل کی چاہت سے دور، دین کی قدروں سے دور حتیٰ کہ انسانی قدروں سے دور جا رہی ہے۔ یہ سب کچھ دین کے علم سے دور ہونے کے سبب ہے۔ ہماری زندگی میں درندگی آ گئی ہے۔ آس پاس دہشت گردی کے نتیجے میں درجنوں لوگ قتل ہوجائیں، کسی ایک شخص کی آنکھ اس وقت تک نہیں بھیگتی، جب تک اس کا اپنا کوئی نقصان نہ ہو جائے۔ ہر آئے روز ہمارے سامنے ظلم وستم کی نئی نئی داستانیں رقم ہورہی ہیں مگر قوم بے حس بنے ان ظلم وستم کو دیکھ رہی ہے اور برداشت کررہی ہے۔

ہمارے ہاں شرم و حیاء کا فقدان ہے۔ رشوت عام ہے۔ غریب کا پرسان حال کوئی نہیں۔ ہر شخص گالی گلوچ بولتا ہے، غصے میں ہے، دنگہ وفساد ہے، قتل و غارت گری ہے۔ گویا سوسائٹی درندوں کی سوسائٹی بن رہی ہے۔ یہی وہ اعمال ہیں جس کے نتیجے میں اللہ کے عذاب اترا کرتے ہیں۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے مسندِ خلافت پر بیٹھنے کے بعد خطبہ دیا اور فرمایا کہ میں نے آقا علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

''جو قوم اپنی آنکھوں کے سامنے شب و روز ظلم ہوتا دیکھے، اللہ کی نافرمانیوں کو دیکھے، لوگوں کی حق تلفی کو دیکھے اور وہ اس ظلم کو روکنے کے لیے نہ اٹھے تو اللہ تعالیٰ کا عذابِ عام آئے گا اور ہر خشک وتر کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا''۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

آج ہماری قوم پر بھی ہر طرف سے عذاب نازل ہورہا ہے۔ سیلاب کی صورت میں آسمان و زمین سے عذاب۔۔۔ قتل و غارت گری اور دہشتگردی کی صورت میں عذاب۔۔۔ مال اور عزت و آبرو کا محفوظ نہ ہونا عذاب۔۔۔ بجلی نہیں ملتی، پلٹ کے چراغ کے زمانے میں چلے گئے ہیں یہ بھی عذاب ہی کی ایک صورت ہے۔۔۔ صاف پانی نہیں ملتا، سوئی گیس نہیں ملتی، عدل نہیں ملتا، تعلیم اور صحت کی سہولیات میسر نہیں ہیں، جینے کی سکت نہیں رہی۔۔۔ یہ تمام عذاب ہی کے مظاہر ہیں جن سے ہم دو چار ہیں۔

## لمحۂ فکریہ

کیا اللہ کے اس عذاب کو ہماری قوم نے دل و جان سے قبول کر لیا ہے؟ اس پر رضا مند ہو گئے ہیں؟ یا کوئی ایسا وقت بھی آئے گا کہ ان مناہی، مظالم، کرپشن، ظلم اور معصیت و ہلاکت پھیلانے والوں کے خلاف یہ عوام اٹھ کر کھڑی ہو جائے گی۔ ہمارا شعور ختم ہو گیا، غیرت ماری گئی۔ جس کے پاس کھانے کو پیسہ ہے وہ اس سے بے پرواہ ہے کہ قوم پر کیا بیت رہی ہے۔ نچلا غریب طبقہ بے حسی کی موت مر گیا ہے، جانوروں کی طرح زندگی گزار رہا ہے، اس کی امید کے چراغ بجھ گئے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ ''کچھ بھی نہیں ہونا''۔ درمیان میں ساٹھ ستر فیصد مڈل، لوئر مڈل اور اپر مڈل کے تین طبقات ہیں۔ افسوس! یہ طبقے بھی اس سرزمین سے ظلم کے خاتمے کے لیے نہیں اُٹھ رہے۔

ہمارے ہاں ظلم کو مختلف نام دے رکھے ہیں۔ ایک بڑے فراڈ کا نام اس پاکستان میں جمہوریت رکھ دیا گیا ہے۔ جمہوریت جن ملکوں میں ہے سو ہے مگر ہماری جمہوریت دھن، دھونس اور دھاندلی ہے۔ ہماری جمہوریت دہشتگردی و غنڈہ گردی ہے۔ ہمارے ہاں بیس بیس کروڑ روپے حرام کے لگا کر ایک حلقے کا الیکشن لڑا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی نیک، عالم، وکیل، صحافی، ڈاکٹر، سائنسدان، سفید پوش، شریف آدمی، معیشت دان، علم

الاخلاق کا ماہر، قابلیت کا مالک، ملک اور نوجوان نسلوں کا مقدر بدل دینے کی اہلیت کا حامل اس ملک میں الیکشن لڑنے کی سکت ہی نہیں رکھتا۔

بے حسی کا یہ عالم ہے کہ قوم ہر پانچ سال کے بعد اگلے الیکشن کا انتظار کرتی ہے حالانکہ اس قوم کو علم ہے کہ الیکشن میں پلٹ کر انہی لوگوں نے آنا ہے جنہوں نے ان سے بجلی، پانی، گیس، عزت اور جینے کا حق چھین لیا ہے۔ پچاس سال سے پلٹ پلٹ کر یہی خانوادے آ رہے ہیں۔ اگر قوم اس فرسودہ سیاسی و انتخابی نظام کو بدلنے کے لئے بیدار نہ ہوئی تو آئندہ بھی پانچ، دس فیصد کے فرق سے یہی لوگ ہم پر مسلط ہوتے رہیں گے۔ اس نظام میں موجود خرابی کی وجہ سے یہ قوم انہی کو ووٹ دے کر لاتی رہے گی جن کو پانچ سال گالیاں دیتی ہے۔

اگر پاکستانیوں کا یہ طرزِ عمل رہا تو اللہ کا عذاب ہم پر قائم رہے گا۔ ان پیشہ ور سیاستدانوں نے قوم کو بھیڑ بکریاں بنا دیا ہے۔ قوم غلاموں کی سی زندگی بسر کر رہی ہے۔ جن کی رائے کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ جن کو کھانے کے لیے لقمہ نہ ملے، جن کی آزادیٔ فکر بیچ دی جائے، جنہیں معاش کے فکر میں قومی سوچ سے محروم کر دیا جائے، جنہیں صبح و شام اپنے چولہے کی فکر ہو، ان کی کیا آزادیٔ رائے ہوسکتی ہے؟ پورا ملک ایک جیل بن گیا ہے اور ہم اس میں قیدی بن کر رہ رہے ہیں۔

میں نے قوم کو کئی بار کہا کہ اس ظلم کو پہچانو۔ تمہارا دشمن کوئی پارٹی نہیں ہے۔ نہ پیپلز پارٹی تمہاری دشمن ہے، نہ مسلم لیگ نون تمہاری دشمن ہے۔ نہ قاف لیگ، نہ اے این پی، نہ ایم کیو ایم تمہاری دشمن ہے، جماعتیں تمہاری دشمن نہیں ہیں، بلکہ یہ جماعتیں تو خود اس ظالم نظام کی قیدی ہیں۔

اے قومِ پاکستان! تمہارا دشمن یہ نظامِ انتخاب ہے۔ یہ بدمعاشی، ظلم، کرپشن، دھوکہ دہی، بربادی اور عیاشی کا نظام تمہارا دشمن ہے۔ یہ ایک فیصد عیاشوں، ارب پتیوں، جاگیرداروں، سرمایہ داروں، بدمعاشوں اور دہشتگردوں کی جمہوریت ہے۔

اگر قوم اپنا مقدر بدلنا چاہتی ہے تو اُسے ظلم کے خلاف اٹھنا ہوگا۔ قوم کو دین کی طرف آنا ہوگا۔ آقا ﷺ کے پیغام کو سمجھنا ہوگا۔ اگر ظلم کے خلاف نہیں اٹھو گے تو رب کا عذاب پوری قوم کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا اور پھر

تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

لہٰذا اللہ کے ساتھ وفاداری کا اعلان کرنا ہوگا۔ سچے بن کر زندگی کو حقیقی اسلامی تعلیمات کے مطابق استوار کرنا ہوگا۔ دھوکہ بازی، فریب اور حقوق کی پامالی کو زندگی سے ختم کرنا ہوگا اور غفلت کی نیند سے بیدار ہوکر اس فرسودہ سیاسی و انتخابی نظام کے خلاف خم ٹھونک کر باہر نکلنا ہوگا۔

**سانحۂ ارتحال:** ماہ اپریل 2016ء میں حضرت پیر سید محمد سلیمان شاہ بخاری (سجادہ نشین آستانہ عالیہ محسن آباد کنگری ضلع موسیٰ خیل۔ بلوچستان) قضائے الٰہی سے وصال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کو سلسلہ نقشبندیہ کے معروف روحانی پیشوا خواجہ غلام حسن (پیر سواگ) کروڑ، ضلع لیہ سے روحانی نسبت حاصل تھی۔ آپ تحریک منہاج القرآن کے سرپرست تھے اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے ساتھ بے پناہ عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ آپ کے چھوٹے صاحبزادے محترم سید ضیاء الرحمٰن شاہ صاحب تحریک منہاج القرآن ژوب کے ڈویژنل ناظم ہیں۔ آپ کے جنازہ پر منہاج القرآن کے اعلیٰ سطحی وفد سمیت نامور علمی، فکری، روحانی اور سیاسی شخصیات نے خصوصی شرکت کی۔ بعد ازاں رسم چہلم پر نائب ناظم اعلیٰ (کوارڈینیشن) تحریک منہاج القرآن محترم احمد نواز انجم وفد کے ہمراہ شریک ہوئے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور اُن کے جملہ پسماندگان، عقیدت مندان، متوسلین اور مریدین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

# آپ کے فقہی مسائل

مفتی عبدالقیوم خاں ہزاروی

**سوال: استخارہ سے راہنمائی کیسے لی جائے؟ اس حوالے سے تفصیلی وضاحت فرمادیں۔**

جواب: استخارہ کا لفظ ’خیر‘ سے مشتق ہے جس کا معنیٰ ہے کسی معاملے میں خیر اور بھلائی کا طلب کرنا۔ اصطلاحاً استخارہ سے مراد روزمرہ میں پیش آنے والے جائز کاموں میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا اور اس سے ان کاموں میں خیر، بھلائی اور راہنمائی طلب کرنا ہے۔ استخارہ ایک مسنون عمل ہے، جس کا طریقہ اور دعا، نبی اکرم ﷺ کی احادیث میں منقول ہے۔ استخارہ کے ذریعے انسان اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر کے ان کاموں میں راہنمائی طلب کرتا ہے جن میں اسے تردد ہو کہ فلاں کام کو یوں کرنا بہتر ہے یا یوں؟ یا فلاں کام کرنا بہتر ہے یا نہیں؟ گویا استخارہ بارگاہِ الٰہی میں راہنمائی کے لیے دی جانے والی درخواست ہے جس کے جواب لازمی طور پر ’ہاں‘ یا ’نہ‘ میں ملنا شرط نہیں۔ واضح اور جلد راہنمائی کا تعین استخارہ کرنے والے کی طہارت، پاکیزگی، پرہیزگاری اور روحانی مقام کرتا ہے۔

اگر ایک دن استخارہ کرنے سے کوئی واضح اشارہ ملے اور نہ ہی قلبی اطمینان کا احساس ہو تو سات دن تک استخارہ کے عمل کو جاری رکھا جائے۔ اگر سات ایام تک استخارہ کرنے سے بھی دل مطمئن نہ ہو تو باہمی مشورہ اور سوچ و بچار کے بعد اس کام کے کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کیا جائے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ استخارہ دراصل بارگاہِ الٰہی میں راہنمائی کی درخواست ہے جو قبول بھی ہوسکتی ہے اور رد بھی۔

تعبیر الرویاء کے اصولوں کے مطابق خواب میں سفید یا سبز رنگ دیکھنے کی تعبیر بہتری اور سرخ یا سیاہ رنگ دیکھنے کی تعبیر ابتری ہے۔ اس لیے استخارے میں سفیدی یا سبزی کا دِکھنا اثبات اور سرخی یا سیاہی کا دِکھنا انکار کی طرف اشارہ ہوسکتا ہے۔ یعنی اگر استخارے کے بعد خواب میں سفید یا سبز رنگ دکھائی دے تو جس کام کے لیے استخارہ کیا جا رہا ہے، اسے کرلیا جائے اور سرخ یا سیاہ رنگ دکھائی دینے کی صورت میں اسے ترک کر دیا جائے۔

واضح اشارہ پانے کے لیے بہتر ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد سونے سے پہلے استخارہ کیا جائے، تاہم یہ شرط نہیں ہے۔ اگر ممکن ہو تو استخارہ کے لیے غسل کر کے صاف ستھرا لباس زیب تن کیا جائے۔

**سوال: کیا ایک مستحق کے لیے جمع کردہ صدقات دوسرے مستحق پر خرچ ہو سکتے ہیں؟**

جواب: مخیّر حضرات نے اگر کسی ایک مخصوص فرد کے علاج کے لیے کسی فرد یا ادارے کو کوئی رقم دی ہے، تو وہ صرف اُسی فرد کا حق ہے جس کے لیے دی گئی ہے۔ اس رقم سے صرف اسی کا علاج جائز ہے۔ اس کے برعکس

اگر انہوں نے تمام مستحقین کے علاج کے لیے ادارے کو صدقہ و خیرات کی رقم فراہم کی ہے، تو پھر زید، بکر سمیت تمام مستحق افراد اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ اس صورت میں ایسی رقم سے ہر مستحق کا علاج جائز ہے۔

**سوال: مصنوعی دانت لگوانے کی صورت میں وضو اور غسل کے کیا احکامات ہیں؟**

جواب: مصنوعی دانت لگوانے کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ ایسے دانت جو مستقل لگا دیے جائیں اور پھر آسانی سے نکالے نہ جا سکیں۔ ایسے مصنوعی دانت اصل دانت کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کا حکم اصل دانتوں کا ہی ہوگا۔ وضو اور غسل میں ان دانتوں تک پانی پہنچانا فرض ہے لیکن دانت نکالنے اور تہہ تک پانی پہنچانے کی ضرورت نہیں۔

۲۔ ایسے دانت جو مستقل تو نہ لگائے جائیں بلکہ جنہیں حسبِ ضرورت نکالا یا لگایا جا سکے۔ اِس صورت میں اُس وقت تک وضو اور غسل درست نہ ہوگا جب تک ان دانتوں کو نکال کر اصل جڑوں تک پانی نہ پہنچ جائے۔

**سوال: کیا بلیوں اور کتوں کا کاروبار جائز ہے؟ اور اس سے آنے والی آمدنی حلال اور جائز ہوگی؟**

جواب: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

**من امسک کلبا فإنه ینقص کل یوم من عمله قیراط اِلا کلب حرث او ماشیة.**

’’جس نے کتا رکھا اس کے نیک اعمال میں سے ہر روز ایک قیراط نیکیاں کم ہو جائیں گی، سوائے کھیتی اور مویشیوں کی حفاظت کی خاطر رکھے گئے کتا کے‘‘۔

امام بخاری نے مزید روایت کیا ہے:

**اِلا کلب غنم او حرث او صید.**

’’ہاں وہ کتا رکھنا جائز ہے جو بکریوں اور کھیتی یا شکار کیلئے رکھا جائے‘‘۔ (بخاری، الصحیح، ۲: ۸۱۷، رقم: ۲۱۹۷)

☆ عطاء بن ابی رباح، ابراہیم نخعی، امام ابو حنیفہ، ابو یوسف، امام محمد، ابن کنانہ سحنون مالکی، امام مالک ایک روایت کے مطابق ان تمام آئمہ اعلام علیہم الرحمہ والرضوان نے فرمایا:

**الکلاب التی ینتفع بها یجوز بیعها ویباح اثمانها و عن ابی حنیفة ان الکلب العقور لا یجوز بیعه ولا یباح ثمنه وفی (البدائع) واما بیع ذی ناب من السباع سوی الخنزیر کالکلب ولفهد والاسد والنمر والذئب والهرة ونحوها فجائز عند اصحابنا ثم عندنا لا فرق بین المعلم وغیر المعلم فی روایة الاصل فیجوز بیعه کیف ماکان و روی عن ابی یوسف انه لا یجوز بیع الکلب العقور کما روی عن ابی حنیفة.**

’’جن کتوں سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے ان کو خریدنا بیچنا جائز اور قیمت حلال ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ کاٹنے والے کتے نہ بیچنا جائز، نہ اسکی قیمت جائز۔ بدائع میں ہے خنزیر کے علاوہ تمام درندوں مثلاً کتا، تیندوا بھیڑیا، شیر، چیتا، بلی وغیرہ کی خرید و فروخت ہمارے اصحاب (حنفیہ) کے نزدیک جائز ہے پھر ہمارے نزدیک اصل میں اس بات میں کوئی فرق نہیں کہ یہ جانور پڑھائے سدھائے ہوں یا نہ ہوں، سو جیسے ہو ان کی تجارت جائز ہے۔ امام ابو یوسف اور امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک پاگل کتے کی بیع جائز نہیں۔ (بدرالدین عینی، عمدۃ القاری، ۱۲: ۵۹)

## فقہائے کرام

☆ **یجوز بیع الکلب والفهد، والسباع المعلم وغیر المعلم فی ذلک سواء .**

’’کتا، تیندوا یا بھیڑیا اور سدھائے ہوئے یا غیر سکھائے ہو یا غیر معلم درندوں کی خرید و فروخت جائز ہے۔ (خنزیر اور کاٹنے والے کتے کے علاوہ)‘‘۔

(امام ابن ہمام، ھدایہ، مع فتح القدیر، ج: ۶، ص: ۳۴۵)

(علامہ زین الدین ابن نجیم الحنفی، البحر الرائق، ج: ۶: ۱۷۲)

(علامہ امجد علی اعظمی، بہار شریعت، ۱۱: ۱۸۵)

شکار مویشیوں، گھروں اور فصلوں کی حفاظت کیلئے کتا پالنا، بالاجماع جائز ہے، مگر گھر میں نہ رکھے، ہاں چوروں یا دشمنوں کا ڈر ہو تو گھر میں بھی رکھ سکتا ہے۔ اس حدیث صحیح کی بنا پر ''کہ جس نے شکار اور مویشیوں کی حفاظت کے علاوہ گھر میں کتا پالا ہر دن اس کے اجر وثواب میں دو قیراطوں کی کمی کر دی جائے گی''۔

☆ گڑیا کی بیع اور بچوں کا اس سے کھیلنا جائز ہے، کتے، بھیڑیے، ہاتھی اور تمام درندوں کے یہاں تک کہ بلی اور پرندے سدھائے ہوں یا نہ، سب کی خرید و فروخت جائز ہے سوائے خنزیر کے۔

(شامی، الدرالمختار مع ردالمحتار، ۵: ۲۲۶)

(علاء الدین کاسانی، بدائع الصنائع، ۵: ۱۴۲)

☆ ''سانپوں کی تجارت جائز ہے جب ان سے دوائیں بنائی جائیں اگر اسکے لئے مفید نہیں تو بیع جائز نہیں۔ صحیح یہ ہے ہر چیز جس سے نفع اٹھایا جائے اسکی تجارت جائز ہے۔ ہمارے نزدیک سکھائے ہوئے کتے کی بیع جائز ہے یونہی بلی اور وحشی درندوں اور پرندوں کی خرید و فروخت درست ہے سکھائے سدھائے ہوں یا نہ ہوں۔ جس کتے کو سدھایا پڑھایا نہ جائے اگر وہ قابل تعلیم ہے تو اس کا لین دین بھی جائز ہے اگر قابل تعلیم نہیں (پاگل ہے) تو اسکی بیع درست نہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا ہم شیر کے بارے میں بھی یہی کہتے ہیں کہ اگر قابل تعلیم و تربیت ہے اور اس سے شکار کیا جاتا ہے تو اس کی بیع جائز ہے۔ بھیڑیا اور باز تعلیم ہر حال میں قبول کرتے ہیں لہذا ان کی ہر حال میں تجارت بھی جائز ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا چھوٹے بڑے کا ایک ہی حکم ہے ہاتھی کی تجارت جائز ہے، بندر کی خرید و فروخت میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی دو روایتیں ہیں۔ ایک روایت جواز کی ہے اور یہی مختار ہے جیسا کہ محیط سرخسی میں ہے اور خنزیر کے علاوہ تمام حیوانوں کی خرید و فروخت جائز ہے یہی مذہب مختار ہے۔

(الشیخ نظام و جماعة من علماء الهند، الفتاوی الهندیہ، ۳: ۱۱۴)

☆ ''کتا شکار یا حفاظت کیلئے یونہی خنزیر کے علاوہ دیگر درندے مثلاً شیر، بھیڑیا ہاتھی وغیرہ، جب ان سے یا ان کے چمڑوں سے فائدہ اٹھایا جائے۔ مذہب مختار کی رو سے ان کو پالنا اور ان کی خرید و فروخت جائز ہے۔ یونہی حشرات الارض، کیڑے مکوڑے مثلاً سانپ بچھو وغیرہ سے فائدہ اٹھایا جائے تو ان کو رکھنا پالنا اور لین دین جائز ہے، جیسے شکاری پرندوں کی بیع و شراء جائز ہے مثلاً شکرا، باز۔ قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز میں فائدہ ہو اور شرعاً اجازت ہو اس کی بیع و شراء جائز ہے''۔ (علامہ الجزری، الفقہ علی المذاہب الاربعة، ۲: ۲۳۲)

## خلاصہ کلام

ہماری تحقیق کے مطابق کتا پالنے یا رکھنے کے خلاف روایات سے مراد ہے ذاتی، خانگی رعب وداب قائم رکھنا اور دھونس جمانے کے لئے رکھنا، ان جانوروں کی وجہ سے راہ چلتے لوگوں کو ایذا پہنچانا، جس سے لوگ زخمی ہوتے ہیں، باولے کتوں کے کاٹنے سے مہلک امراض لاحق ہوتی ہیں۔ کئی لوگ جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، جس کے نتیجے میں لڑائیاں اور فتنہ و فساد برپا ہوتا ہے، دشمنیاں جنم لیتی ہیں۔ جو لوگ جانوروں کو لڑاتے ہیں ان کو لہولہان کر کے خود لطف اندوز ہوتے ہیں اور ان کو ایذا پہنچاتے ہیں۔ ریس مقابلے پر شرطیں لگاتے اور جوا کھیلتے ہیں۔ معصوم بچوں کی موت و معذوری کا سبب بنتے ہیں۔ اگر یہ برے مقاصد ونتائج نہ ہوں اور کتا، بلی یا دیگر مذکورہ جانور، چرند پرند، درند، حفاظت یا شکار کیلئے رکھے جائیں تو ان کا رکھنا پالنا بھی جائز اور ان کی خرید وفروخت بھی جائز ہے۔

نوٹ: ریس یا دیگر مقابلوں میں ہارنے جیتنے پر کوئی تنظیم یا حکومت یا فرد، حوصلہ افزائی کیلئے انعام دے تو جائز ہے۔ اگر کوئی فرد یا تنظیم ہار جیت پر باہم شرط لگائے اور ہارنے والا جیتنے والے کو مقرر شدہ رقم یا جنس دینے کا معاہدہ کرے تو یہ جوا ہے اور حرام ہے۔

# فقہی اختلاف کے حدود و آداب

## مفتی مطیع الرحمٰن مضطر رضوی☆

اللہ کے پیارے نبی ﷺ نے بالذات علمائے مجتہدین کو اور بالطبع دوسرے علماء کو اپنا جانشین و وارث قرار دیا ہے۔ ارشاد فرمایا:

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ.

(سنن ابی داوٗد، کتاب العلم، ۱:۳۱۷، الرقم:۳۶۴۱)

''علماء انبیاء کے وارث ہیں''۔

ان وارثانِ انبیاء اور حاملینِ علمی نبوی نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات و فرمودات میں غور وفکر کر کے درج ذیل پانچ مقاصدِ شرع کا تعین کیا ہے:

۱۔ ایمان کی حفاظت ۲۔جان کی حفاظت

۳۔نسب کی حفاظت ۴۔عقل کی حفاظت

۵۔ مال کی حفاظت

حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ.

(صحیح بخاری، کتاب العلم، ۱:۳۹، الرقم:۷۱)

'' اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرما دیتا ہے''۔

یہاں فقہ سے مراد انہی پانچ مقاصد کا حصول ہے۔

مجتہدین عظام نے اپنے اپنے دور میں اپنے اپنے طور سے فقہ کی تعریف کی ہے، لیکن سب کا عطر مجموعہ اور نچوڑ جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضاؒ نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے، وہ یہ ہے:

فقہ مقصدِ شرع کے ادراک کا نام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

الفاظ بہت کم ہیں، مگر جتنی بھی تعریفیں اس سلسلے میں کی گئیں ہیں سب کو جامع ہیں۔ آگے فرماتے ہیں:

''مِنْ'' کا ترجمہ ''سے'' اور ''اِلٰی'' کا ترجمہ ''تک'' جاننے کا نام فقہ نہیں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

یعنی جیسے قرآن میں مِنْ آیا ہے، اِلٰی آیا ہے، فِیْ آیا ہے، ان کا ترجمہ جاننے کا نام فقہ نہیں ہے۔ بلکہ فقہ مقصدِ شرع کے ادراک کا نام ہے۔ شریعت ہم سے کیا مطالبہ کرتی ہے؟ کیا چاہتی ہے؟ یہ جاننا ضروری ہے۔

مثال کے طور پر زکوٰۃ و صدقات کے مصارف قرآن کریم میں آٹھ بیان کئے گئے ہیں۔ رسول کائنات ﷺ کے زمانے میں آٹھوں مصارف کو زکوٰۃ دی گئی مگر چونکہ فقہ نام ہے مقصد شرع کے ادراک کا تو صحابہ کرام نے غور وفکر کیا کہ آٹھوں مصارف میں سے ہر ایک میں زکوٰۃ کا مقصدِ شرع کیا ہے؟ اور ہر ایک میں اس کا مقصد شرع آج بھی پایا جاتا ہے یا نہیں؟ صحابہ کرام نے سمجھا کہ غیر مسلموں کو تالیف قلب کے لئے زکوٰۃ دینے کا جو مقصد تھا آج وہ مقصد باقی نہیں رہا تو انہوں نے اجماع

☆ جامعہ نوریہ، شام پور، پوسٹ اٹالی، رائے گنج، ضلع اتر دیناج پور (بنگال)

کرلیا کہ آج زکوٰۃ کا آٹھواں مصرف مولفۃ القلوب نہیں رہا۔ اب صرف سات ہی مصارف پر زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جائے گی۔ اب اس کے بعد اگر کوئی شخص مولفۃ القلوب کو زکوٰۃ دیتا ہے تو اس کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

دوسری طرف نصِ قرآنی بظاہر صاف ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن میں صراحت کے ساتھ فرمایا کہ مولفۃ القلوب کو زکوۃ دی جائے گی لیکن صحابہ نے اجماع کرلیا کہ مولفۃ القلوب کو زکوٰۃ نہیں دی جائے گی، اس لئے کہ صحابہ جانتے اور سمجھتے تھے کہ مولفۃ القلوب کو زکوٰۃ دینے سے مقصود کیا ہے؟ جب تک وہ مقصد باقی رہا، ان کو زکوٰۃ دی گئی اور جب وہ مقصد باقی نہیں رہا تو مولفۃ القلوب کو زکوٰۃ دینا بند کردیا گیا۔

بالفرض اگر آج کئی مصارف ایسے ہوں جن سے مقصدِ شرع کی تکمیل نہیں ہوتی ہے یا مقصدِ شرع کی تکمیل میں اس کی ضرورت نہیں پڑتی ہے تو سات سے چھ، چار یا تین بھی کیا جاسکتا ہے، یہ بالفرض کہہ رہا ہوں، اگرچہ واقعہ میں ایسا اب تک نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ فقہ درحقیقت مقصدِ شرع کے ادراک اور اس کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کا نام ہے۔

## تجزیہ و تحلیل کی اہمیت

آج ہم بس کتابیں پڑھ لیتے ہیں، اصولوں کا انطباق نہیں کرتے، جس کی وجہ سے اختلافات بڑھ رہے ہیں۔ ہمارے متقدمین فقہا نے نصوص شرعیہ میں تجزیہ و تحلیل سے ان پانچ مقاصدِ دین، ''ایمان، جان، عقل، نسب اور مال کی حفاظت'' کو بیان کیا۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ

۱،۲۔ ایمان کی خاطر جان بھی جاسکتی ہے، جان کی خاطر ایمان نہیں دیا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں اضطراری حالت میں کلمہ کفر ادا کرنے کو جائز قرار دیا گیا ہے کہ جان بچالو، اس لئے کہ کلمہ کفر کا بول دینا اور ہے، کفر کا ارتکاب کرنا اور ہے۔ ایمان و کفر کا تعلق دل سے ہے، اگر دل مطمئن ہے تو اضطراری حالت میں کلمہ کفر کا بول دینا جائز قرار دیا جائے گا۔ پس ایمان کا درجہ پہلا ہے اور جان کا درجہ دوسرا ہے۔

آپ جہاد کی مشروعیت دیکھیں، ایمان ہی کی خاطر جہاد کی مشروعیت ہوئی ہے۔ جہاد میں جانیں جاتی ہیں، جانیں لی جاتی ہیں، کیوں؟ اس لئے کہ ایمان کی حفاظت مقصود ہوتی ہے۔ پس جان کا نمبر دوسرا ہے اور ایمان کا نمبر پہلا ہے۔

۳۔ عقل کی حفاظت تیسرے نمبر پر ہے، کیوں؟ اس کو جاننے کے لئے یہ سمجھنا ہوگا کہ عقل سے مقصود کیا ہے؟ عقل سے مقصود یہ ہے کہ اگر آدمی کے پاس عقل نہ ہو تو وہ دنیا میں کچھ بھی کر گزر سکتا ہے۔ فتنے پھیلا سکتا ہے، کسی کا مال غصب کرسکتا ہے، لوٹ سکتا ہے، کچھ بھی کرسکتا ہے، تو اگر عقل سلامت رہتی ہے تو بہت سارے مفاسد سے بچا جاسکتا ہے اور بہت سے مصالح کا حصول ہوسکتا ہے۔

۴۔ اس کے بعد نسب کا درجہ ہے۔ نسب کی حفاظت شریعت کا مقصود کیوں ہے؟ اس لئے کہ اگر نسب محفوظ نہ ہو تو جو بچہ پیدا ہوگا اس کی کفالت و پرورش کون کرے گا؟ اسے تعلیم کون دے گا؟ سچا پکا مسلمان کون بنائے گا؟ اسی لئے نسب کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے اور یہ مقصودِ شرع ہے۔

۵۔ اس کے بعد درجہ ہے مال کی حفاظت کا، کیونکہ جان کی حفاظت میں من جملہ مال کی ضرورت ہے۔

گویا فقہائے کرام نے اپنی تلاش وجستجو کے بعد یہ پانچ مقاصد کو ترتیب وار متعین فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ فقہ سے مقصود ان پانچ مقاصد کا حصول ہے۔ جو شخص ان پانچ مقاصد کے حصول کے طریقے کا ادراک کرلے گا وہی فقیہ ہوگا۔ فقہ یہ نہیں ہے کہ ہم نے ''بہار شریعت'' سے ایک مسئلہ یاد کرلیا اور ''فتاویٰ رضویہ'' سے ایک مسئلہ یاد کرلیا اور فقیہ و مفتی بن گئے۔

معاملہ یہ ہے کہ فقہ کا جو مقصد ہے، جب تک اس مقصد تک پہنچا نہیں جائے گا اور اس مقصد کے مطابق عمل نہیں کیا جائے گا اس وقت تک ہم فقیہ نہیں کہلائے جاسکتے۔

## فقہ، تصوف اور کلام

فقہ نام ہے مقصد شرع کے ادراک کا اور فقہ کے ساتھ عمل بھی ہو تو وہ تصوف ہے۔ اسی لئے آپ متقدمین کے یہاں دیکھیں، جیسے امام اعظمؒ نے جو فقہ کی تعریف کی ہے، اس میں علم فقہ کے ساتھ علم کلام بھی داخل ہے اور علم تصوف بھی داخل ہے۔ گویا امام اعظم کے نزدیک مذکورہ تینوں علوم کے مجموعے کا نام فقہ ہے۔ فقیہ بھی اس زمانے میں وہی ہوتے تھے جو علم کلام، علم تصوف اور علم فقہ سے کماحقہ واقف ہوں اور نہ صرف واقف بلکہ حضرت حسن بصریؒ کی زبان میں اس پر عامل بھی ہوں۔ گویا کوئی شخص اس وقت تک فقیہ نہیں ہوسکتا تھا، جب تک کہ وہ متکلم نہ ہو، اسی طرح وہ بھی فقیہ نہیں ہوسکتا تھا جو صوفی نہ ہو، مگر چونکہ اس زمانے میں نہ وہ قوت ارادی رہی اور نہ بلند حوصلہ رہا تو جیسے دنیاوی علوم میں ترقی ہوئی اور تخصص کے دور کا آغاز ہوا، ایسے ہی ہمارے بزرگوں نے دینی علوم میں تقسیم اور درجہ بندی شروع کردی۔ فقہ کا ایک حصہ ''علم کلام'' سے موسوم کیا گیا، ایک حصہ ''علم تصوف'' کے نام سے جانا گیا، اب اس تقسیم کے بعد جو ''فقہ'' بچا وہ فرعی وعملی احکام کو ان کے دلائل کے ساتھ جاننا ہے۔

## فقہی اختلاف کے اسباب

یقیناً امت محمدیہ بلکہ انسان مختلف الطبع پیدا ہوا ہے۔ اللہ نے بنی نوع آدم کو مختلف طبائع والا بنایا ہے، اسی لئے ہماری سوچ کچھ اور آپ کی سوچ کچھ اور ہے۔ آپ کی عقل کچھ کہہ رہی ہے جبکہ ہماری عقل کچھ کہہ رہی ہے۔ جب ہمارا علم آپ کے علم سے مختلف ہے تو اختلاف ہونا ناگزیر ہے۔ اختلاف تو ہوگا اور اس اختلاف کو اللہ کے نبی ﷺ نے رحمت قرار دیا ہے، فرمایا:

**اختلاف امتی رحمة** (میری امت کا اختلاف رحمت ہے)۔

(کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، ۱۰:۱۳۶، الرقم: ۲۸۶۸۶)

اس سلسلے میں سب سے معتبر کتاب ہمارے علماء کے لئے بھی اور ہمارے طلبہ کے لئے بھی حضرت امام شعرانی کی کتاب ''میزان الشریعة الکبریٰ'' ہے۔ اس کتاب کو آدمی پڑھ لے تو فکر میں بھی وسعت پیدا ہوگی اور ذہن کو بھی مضبوطی ملے گی۔ اختلاف جھگڑے کا نام نہیں بلکہ عین دین ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ اختلاف ہو، اس لئے کہ اگر اختلاف نہ ہو تو بسا اوقات دین پر عمل کرنا ناممکن ہوجائے۔ وہ اسلام جو قیامت تک ایک آفاقی اور متحرک مذہب ہے، اس کی بنیاد ہی اختلاف پر ہے۔ ائمہ مجتہدین کے زمانے سے پہلے صحابہ کرام کا اختلاف اس کی واضح دلیل ہے۔

## اختلاف کن مسائل میں ہوتا ہے؟

ظاہر بات ہے کہ اختلاف اسی مسئلے میں ہوگا جو قرآن میں محکم اور مفسر نہیں، کیونکہ ظاہر میں اختلاف ہوسکتا ہے، محکم اور مفسر میں اختلاف نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح حدیث متواتر میں اختلاف نہیں، مشہور میں اختلاف ہوسکتا ہے بلکہ سچی بات یہ ہے کہ تواتر میں بھی اس حیثیت سے اختلاف ہوسکتا ہے کہ وہ تواتر ہے کہ نہیں۔ مثلاً کسی قوم کے نزدیک کوئی بات تواتراً ثابت ہو اور دوسرے کے نزدیک تواتراً ثابت نہ ہو۔ حاصل یہ ہے کہ حدیث متواتر، محکم اور مفسر میں اختلاف نہیں ہوتا۔ ظاہر میں اور نص میں اختلاف ہوسکتا ہے۔ ان سب کی مثالیں بھی آپ کے سامنے ہیں۔

اصول الشاشی میں پہلی مثال لفظ ''قروء'' کی آئی ہے۔ اس کا معنی امام اعظم کے نزدیک ''حیض'' ہے اور امام شافعی کے نزدیک ''طہر'' ہے۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ کوئی حیض، طہر نہیں ہوسکتا اور کوئی طہر، حیض نہیں ہوسکتا، دونوں

کے مابین تباین اور تضاد ہے۔ اس کے باوجود دو اماموں نے یہ دو متضاد معنی بیان کئے ہیں۔ ہر ایک کے پاس اپنے اپنے دلائل ہیں، ان دو میں سے کسی کو کوئی مردود نہیں کہتا۔ اسی اختلاف کو اللہ کے رسول ﷺ نے رحمت قرار دیا ہے۔

## فقہی اختلاف رحمت ہے!

اب آپ اس اختلاف کی حکمت دیکھئے:

ایک مسئلہ ہمارے پاس آتا ہے کہ بعض عورتیں ایسی ہوتی ہیں جن کو پندرہ سال، اٹھارہ سال کی عمر تک یا ایک بچہ پیدا ہونے تک حیض آیا پھر اس کو کسی بیماری کی وجہ سے حیض آنا بند ہوگیا۔ اب اگر شوہر طلاق دے دے تو اسے عدت گزارنی ہے اور وہ عورت عدت گزار کر دوسری شادی کرنا چاہتی ہے کیونکہ عدت تین حیض تھی اور حیض اس کو آ ہی نہیں رہے تو کیا اب وہ زندگی بھر شادی نہیں کرسکتی؟ آپ غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ اگر فقہی اختلاف نہ ہوتو بسا اوقات دین پر عمل کرنا ممکن ہی نہیں رہ جائے گا اور دین اصلاح کے بجائے فساد کا ذریعہ بن جائے گا، اسی لئے میرے آقا ﷺ نے فرمایا:

اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ۔

## آدابِ اختلاف

ان ہی اختلافات کی مثال دیتے ہوئے اعلیٰ حضرتؒ نے لکھا ہے کہ جب کسی مسئلے میں دو صحابی کے درمیان اختلاف ہوجاتا اور وہ آپس میں مباحثے کے لئے بیٹھتے اور اپنے اپنے دلائل پیش کرتے تو دیکھنے والا دیکھتا تو سمجھتا کہ اب زندگی میں ان دونوں کے درمیان کبھی کوئی ملاپ نہیں ہوگا، زندگی میں ان دونوں کے درمیان کبھی سلام و کلام نہیں ہوگا۔ وہ اپنے اپنے دلائل پیش کرتے، ان میں کسی ایک کی بات دوسرے کو سمجھ میں آجاتی تو قبول کرلیتا، اگر سمجھ میں نہ آتی تو دونوں اپنے اپنے موقف پر ڈٹے رہتے لیکن مجلس سے اٹھنے کے بعد ان دونوں کا انداز یہ ہوتا تھا کہ دیکھنے والا یہ سمجھتا کہ زندگی میں ان دونوں میں کبھی اختلاف ہوا ہی نہیں۔

اختلاف کے آداب میں سے یہ ایک ضروری ادب ہے کہ جب اختلاف ہو اور بحث کے میدان میں آیا جائے تو جانبین اپنے اپنے موقف پر ڈٹے رہیں، جب تک دوسرے کی بات ذہن قبول نہ کرلے، اس سے متفق نہ ہو، لیکن جیسے ہی اس مجلس سے اٹھے تو ایسا محسوس ہو کہ ان دونوں میں کبھی کوئی بات ہوئی ہی نہیں ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کا احترام پہلے کی طرح کریں۔ ہمیں صحابہ کرامؓ کے اختلافات اور طریقہ اختلاف سے سبق لینا چاہئے۔

صحابہ کرامؓ کے بعد تابعینؒ کو لیجئے، خود ائمہ مجتہدین کو دیکھئے، فقہ کی کوئی کتاب نہیں ملے گی جس میں ایک دوسرے کا رد نہ کیا جارہا ہو اور خاص کر 'ہدایہ' تو اسی لئے ہی لکھی گئی ہے تاکہ امام شافعی کی دلیل کو رد کیا جائے، امام مالک کی دلیل کو ناقص قرار دیا جائے، حنابلہ کی دلیل میں کمزوری دکھا کر احناف کی دلیل کو ثابت کیا جائے۔ مخالف کی دلیل کو کمزور قرار دے کر اپنے امام کی دلیل کو مضبوط قرار دینے کے ہی مقصد سے یہ کتابیں لکھی گئیں اور یہ مقصد ان کا غلط نہیں تھا۔ ان کا مقصود یہ تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ غیر مقلدیت وجود میں آجائے، اس لئے جو جس امام کی پیروی کررہا ہے، اس امام کی دلیل اس کو سب سے زیادہ مضبوط معلوم ہوتا کہ وہ اسی پر قائم رہے۔ لیکن مقلد کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی بھی حال میں وہ اپنے امام کا مسلک نہ چھوڑے۔

## تبدیلیٔ فتویٰ کی ایک مثال

فتاویٰ رضویہ کتاب الحج میں ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے سامنے یہ مسئلہ آیا کہ اس زمانے میں جو قافلے مکہ سے مدینہ اور مدینہ سے مکہ چلتے تھے، ان کا امیر حنبلی یا شافعی ہوتا تھا۔ امام شافعیؒ کے نزدیک حالت سفر میں عصر کی نماز، ظہر کے وقت میں اور مغرب کی نماز، عشاء

کے وقت میں پڑھی جاسکتی ہے۔ یہ ادا ہی کہلائے گی، قضا نہیں کہلائے گی۔ احناف کے نزدیک عصر کی نماز، ظہر کے وقت میں نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ سبب یعنی وقت نہیں پایا گیا۔ پس اگر سبب نہیں ہے تو مسبب یعنی نماز کا وجود کہاں سے ہوگا؟ اور مغرب کی نماز دانستہ طور پر قضا کردینا ناجائز و حرام ہے اور عشاء کے وقت میں ادا کی گئی مغرب کی نماز قضا کہلائے گی اور بغیر عذر کے ایسا کرنا درست نہیں ہے۔

قافلہ، امام شافعی کے مذہب کے مطابق ظہر کی نماز کے وقت عصر ادا کرکے روانہ ہوجاتا تھا۔ احناف اپنے مذہب کے مطابق ظہر ہی کے وقت عصر کی نماز ادا نہیں کرتے تھے۔ پورا قافلہ پچاس افراد پر مشتمل ہوتا تھا۔ ان میں احناف کسی قافلے میں پانچ، کسی قافلے میں دس اور کسی قافلے میں پندرہ ہوتے تھے۔ گویا قافلے میں غلبہ انہی لوگوں کا ہوتا تھا۔ قافلہ اپنے معمول کے مطابق چلتا رہتا، کہیں رکتا نہیں۔ قافلہ جب بھی رکتا، اپنے منزل پر ہی رکتا۔ چاہے عصر کا وقت ہوجائے یا مغرب کا وقت ہوجائے۔ ظہر کے وقت ہی میں عصر ادا کرکے روانہ ہوتے اور مغرب کی نماز اپنے وقت پر ادا نہیں کرتے بلکہ عشاء کے وقت منزل تک پہنچ کر مغرب وعشاء کی نماز ایک ساتھ ادا کرتے۔ اس صورت میں وہاں احناف کیا کریں؟

اعلیٰ حضرتؒ نے فرمایا: اس قافلہ میں موجود احناف عصر کی نماز، ظہر کے وقت ہی میں ادا کرلیں اور مغرب کی نماز، عشاء کے وقت میں ادا کریں۔ اب آپ دیکھئے کہ اعلیٰ حضرت ایک طرف تو یہ لکھتے ہیں کہ جب تک وقت نہ ہو نماز ہوگی ہی نہیں اور دوسری طرف یہ فرمارہے ہیں کہ شافعی کی طرح حنفی بھی عصر کی نماز، ظہر کے وقت ہی میں ادا کرلیں۔

معاملہ کیا تھا؟ یہ بات آپ پر اس وقت واضح ہوگی جب آپ یہ سمجھیں کہ فقہ مقصدِ شرع کے ادراک کا نام ہے۔ اعلیٰ حضرتؒ نے اس مقام پر مقاصدِ شرع کو سامنے رکھ کر حکم سنایا ہے۔ نماز سے شریعت کا مقصد اللہ کی عبادت ہے۔ وقت اصل مقصود نہیں ہے، اصل مقصود ہے اللہ کی عبادت اور اللہ کی بندگی۔ اللہ کی بندگی جو اصل مقصود ہے، اگر ہم عصر کے وقت نہیں کرسکتے تو ظہر کے وقت ہی کرلیں گے۔ مغرب کی نماز اس کے وقت میں ادا نہیں کرسکتے تو عشاء کے وقت میں ہی ادا کرلیں گے۔ اگر قافلہ چھوڑ کر کوئی نماز ادا کرنے لگے تو جان چلی جائے گی، بعض حالات میں مال چلا جائے گا، اسی لئے اعلیٰ حضرتؒ نے ایسا فتویٰ دیا۔

اعلیٰ حضرتؒ نے فتاویٰ رضویہ میں اس فتویٰ کے ذریعے ہمارے سامنے یہ واضح فرمادیا کہ مفتی کے لئے مقصدِ شرع کا ادراک بہت ضروری ہے لیکن ہمارے مفتیان کرام اس طرح کے فتوے پڑھتے ہیں اور پھر بغیر سوچے سمجھے نقل کرتے چلے جاتے ہیں۔ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ حکم مکہ اور مدینہ والوں کے لئے خاص ہے، جیسے عرفہ اور مزدلفہ کے لئے حکم خاص ہے۔ جبکہ ایسا نہیں ہے، اس لئے کہ عرفہ اور مزدلفہ کے حکم کی تخصیص اللہ کے نبی ﷺ نے فرمائی لیکن جب تک اللہ کے نبی ﷺ مکہ اور مدینے میں رہے تو مدینہ اور مکہ والوں کے لئے یہ تخفیف و تخصیص نہیں فرمائی۔ صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی کے فتاویٰ ''فتاویٰ امجدیہ'' میں ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ حضرت یہ حکم مکہ و مدینہ والوں کے لئے خاص ہے یا آج بھی ایسا ہوسکتا ہے اور کہیں بھی ہوسکتا ہے؟ صدر الشریعہ فرماتے ہیں: وہی حالات ہوں تو کہیں بھی اور آج بھی ہوسکتا ہے۔

## حق کو تسلیم کرنا چاہیئے

آپ کے ذہن میں ایک سوال ہوگا کہ آخر ایسا کیوں ہوتا ہے کہ حق آنے کے بات بھی ہم میں سے بعض افراد قبول حق کے بجائے حق سے فرار کی راہ ڈھونڈتے ہیں؟ ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ دانستہ ہم کوئی مسئلہ بتاچکے ہوتے ہیں، کوئی رائے قائم کرچکے ہوتے ہیں، اب اس کو نبھانے کے لئے، اس کو سچ ثابت کرنے کے لئے جھوٹی سچی تعبیر میں الجھ جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر اتفاقاً

ہماری زبان سے کوئی بات نکل گئی اور وہ واقعہ کے مطابق نہیں ہے، شریعت کے مطابق نہیں ہے تو ہمیں تسلیم کر لینے میں عار کیوں محسوس ہوتا ہے؟ ہم جو تسلیم کر رہے ہیں، وہ ہماری اپنی بات نہیں ہے، وہ تو اللہ و رسول کی بات ہے۔ مثلاً آپ سے ہمیں کوئی اختلاف ہوا، آپ کی بات مضبوط دلیل سے ثابت ہوگئی، اب اگر ہم اس کو تسلیم نہ کریں تو ہم آپ کی بات سے انکار نہیں کر رہے ہیں بلکہ ہم تو شریعت کی بات کا انکار کر رہے ہیں اور اگر ہم آپ کی بات مان لیتے ہیں تو گویا شریعت ہی کی بات مانتے ہیں اور شریعت کے سامنے سر جھکانا ہی چاہئے اور ہمیں ہمہ وقت شریعت کا پابند ہونا چاہئے۔ یہ ہمارے ایمان کی علامت ہے۔ ہمارے لئے راہ نجات اور باعث سعادت ہے کہ شریعت کے سامنے اپنا سر جھکائے رکھیں۔

## تقلیدِ امام اور احترامِ ائمہ

یہ ایک مستقل بحث ہے کہ ہم پر تقلید کیوں واجب ہے؟ لیکن ہم سب جانتے ہیں کہ تقلید ہم پر واجب ہے۔ ہم امام اعظم کے مسلک کو اپنے حق میں اپنانا واجب سمجھتے ہیں مگر اس کے معنی یہ نہیں کہ امام شافعیؒ نے اگر عدت کے لئے 'طہر' کو شمار کرنے کے لئے کہا ہے اور امام اعظم نے ''حیض'' کو عدت قرار دیا ہے تو ہم اپنے مذہب کو حق سمجھیں اور طہر کو عدت قرار دینا باطل سمجھیں۔ ایسا نہیں ہے، وہ باطل نہیں ہے، اگر باطل ہوتا تو رحمت کیسے ہوتا؟ وہ بھی حق پر ہیں، ہم بھی حق پر ہیں۔ مگر ہمارے لئے یہ حق ہے، ان کے لئے وہ حق ہے۔

ہاں، ایک ہی شخص کے حق میں ایک چیز جائز بھی ہو اور ناجائز بھی ہو، یہ نہیں ہوسکتا۔ حنفی کے حق میں ایک چیز جائز ہے اور وہی چیز شافعی کے حق میں فرض ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ شخص مذہب امام اعظم کو ہی صحیح قرار دے رہا ہے اور امام شافعی کو غلط کہہ رہا ہے۔ ہاں! جہاں ضرورت پڑ جائے اور مقصود شرع کے مطابق مذہب شافعی ہی موافق ہو تو وہاں امام اعظم کے مسلک کے بجائے امام شافعی ہی کے مسلک کے مطابق فتویٰ دینا صحیح اور جائز ہوگا جیسا کہ وہاں عصر کی نماز یہ کہہ کر ترک کر دینا کہ امام اعظم کے مسلک کے مطابق عصر کی نماز ہوگی ہی نہیں، کیونکہ وقت جو سبب ہے وہ پایا ہی نہیں گیا، لہذا ہم عصر کی نماز ادا نہیں کریں گے، یہ حماقت ہے۔ اس وقت امام شافعی کے مسلک پر عمل کر لینا ہی مقصدِ شریعت کا ادراک ہے۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ نے اسی کا حکم دیا ہے جو اپنے زمانے کے بہت بڑے فقیہ تھے۔

## اعلیٰ حضرتؒ سے ان کے خلفاء کا اختلاف

اختلافات کے حدود و آداب اجمالاً آپ کے سامنے آگئے۔ اب آیئے میں بہت نیچے آجاؤں، وہاں آجاؤں جہاں کسی کے لئے مجال دم زن نہ ہو۔ حضرت صدرالشریعہؒ مصنف ''بہار شریعت'' کے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ ہیں اور وہ ان کے خلیفہ بھی ہیں۔ اسی طرح حضرت صدرالافاضلؒ اور مولانا برہان الحق جبل پوری بھی اعلیٰ حضرتؒ کے مرید و خلیفہ تھے، مذکورہ تینوں حضرات کی ایک ایک مثال آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

### ۱۔ عورتوں کی زیارتِ قبور کا مسئلہ

حدیث پاک کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا اس سلسلے میں فقہائے متقدمین کے درمیان اختلافات ہیں۔ بعض لوگوں نے اس کو مطلق رکھا ہے۔ مردوں اور عورتوں کے لئے اجازت ہے۔ بعض لوگوں نے فرمایا: نہیں، صرف مردوں کے لئے اجازت ہے، عورتوں کے لئے اجازت نہیں۔

اعلیٰ حضرتؒ کا موقف یہ ہے کہ عورتوں کا مزاروں پر جانا حرام ہے۔ اعلیٰ حضرتؒ نے اپنا مسلک اس طرح ظاہر کیا ہے: حرام، حرام حرام، یہ نہ پوچھ کہ جانے میں کیا ثواب ہے، یہ پوچھ کہ جب وہ مزار کی زیارت کے ارادے سے گھر سے قدم نکالتی ہے تو اسی وقت سے اللہ

اور اس کے رسول اور اس کے فرشتے کی لعنت شروع ہوتی ہے، جب تک کہ واپس پھر اپنے گھر میں قدم نہ رکھے۔

حضرت برہان ملت مولانا برہان الحق جبل پوری نے ایک بہت مفصل فتویٰ رسالے کی شکل میں لکھا کہ ''عورتوں کا مزاروں پر جانا جائز ہے'' اور اس رسالے کو اصلاح کے لئے اعلیٰ حضرتؒ کی خدمت میں پیش کیا۔ میں نے وہ رسالہ تو نہیں دیکھا لیکن اعلیٰ حضرت کی تحریر دیکھی جس میں اس کا تذکرہ ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ برہان میاں نے عورتوں کے مزارات پر جانے کے تعلق سے جو اپنا رسالہ لکھا اور مجھے اصلاح کے لئے بھیجا، ایک مدت تک تو موقع مل ہی نہیں سکا کہ دیکھتا، بعد میں دیکھا، جہاں استدلال میں کوئی کمی تھی، اس کی تصحیح کر دی۔

عورتوں کے مزارات پر جانے کو اعلیٰ حضرتؒ جو خود حرام لکھتے اور سمجھتے ہیں، اس کے خلاف لکھنے والے کی اصلاح و تصحیح فرمائی اور اضافہ و تکمیل اور تصدیق بھی فرمائی، مگر اس کے بعد اپنا مسلک ظاہر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: مگر بحال زمانہ میں اسے ناجائز و حرام سمجھتا ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فی نفسہ جائز تھا۔ مگر اس زمانہ میں مقصد شرع کے خلاف ہو رہا تھا، اس لئے اعلیٰ حضرتؒ نے اسے ناجائز قرار دیا لیکن چونکہ فی نفسہ جائز تھا، اسی لئے ڈانٹنے اور توبہ کرانے کے بجائے اعلیٰ حضرتؒ نے اس رسالہ کی تکمیل فرمائی۔ حالانکہ مولانا برہان الحق، اعلیٰ حضرتؒ کے مرید و شاگرد تھے۔ اعلیٰ حضرتؒ چاہتے تو انہیں ڈانٹ سکتے تھے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔

### ۲۔قنوت نازلہ کب پڑھی جائے؟

حضرت صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادیؒ کو اعلیٰ حضرتؒ سے کتنی عقیدت تھی، اس کو میں نے خود مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلویؒ کی زبان سے سنا اور کچھ لوگوں نے لکھا بھی ہے کہ انہوں نے جب فتاویٰ رضویہ (جلد اول) کا مطالعہ کیا تو بریلی آئے اور اعلیٰ حضرتؒ سے کہا کہ حضور! میں ایک طرف ''فتاویٰ رضویہ'' دیکھ رہا ہوں اور ایک طرف ''شامی''، تو ایسا لگتا ہے کہ ''شامی'' کسی طفل مکتب کی لکھی ہوئی ہے اور فتاویٰ رضویہ ایک حکیم عالم کی لکھی ہوئی ہے۔

اعلیٰ حضرتؒ نے فرمایا: مولانا! ایسا نہیں ہے۔ اس فقیر نے بائیس مرتبہ ''شامی'' کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے تب آج یہ حال ہے۔

اس طرح کی بات اگر آج کسی کے بارے میں کہہ دی جائے تو سننے والے بہت خوش ہوں گے کہ اس نے ''شامی'' سے مجھ کو بڑھا دیا۔

اعلیٰ حضرتؒ کا موقف یہ ہے کہ اگر کوئی حادثہ فاجعہ ہو تو فجر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھی جائے گی۔ جب کہ یہ امام شافعی کا مسلک ہے۔ ہمارے یہاں ہمیشہ کے لئے نہیں ہے، صرف حادثہ فاجعہ ہو تو صحیح اور جائز ہے لیکن کب پڑھی جائے؟ اعلیٰ حضرتؒ نے کہا: رکوع سے پہلے جیسے وتر میں پڑھی جاتی ہے، ویسے ہی پڑھی جائے گی۔ مگر صدرالافاضلؒ نے رکوع کے بعد پڑھنے کا فتویٰ دیا ہے۔ اب بتایئے کس کو آپ برا کہیں گے؟ کس سے توبہ کا مطالبہ کریں گے؟ اعلیٰ حضرت سے یا صدرالافاضل سے؟ جیسے آداب یہاں ملحوظ رکھے جائیں گے، وہی آداب آئندہ بھی اور آج بھی ملحوظ رہنا چاہئے۔

### ۳۔دعائے قنوت کی جگہ سورہ فاتحہ

صدرالشریعہ مولانا امجد علی اعظمیؒ کی کتاب کے مطالعے سے دو مسئلے ایسے نکلے جہاں صدرالشریعہ نے اعلیٰ حضرت سے اختلاف کیا۔ ایک مسئلے میں اختلاف تو بڑا دلچسپ ہے۔ اعلیٰ حضرت سے سوال ہوا کہ کسی کو دعا قنوت یاد نہ ہو اور وتر میں دعائے قنوت پڑھنا واجب ہے، اس کی جگہ اس نے کوئی اور دعا نہیں پڑھی، سورہ فاتحہ پڑھ لی تو واجب ادا ہوا یا نہیں؟ اگر واجب ادا ہوگیا تو نماز ہوگئی اور اگر نہیں ہوا تو نماز لوٹانی چاہئے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ

واجب ادا ہوگیا، نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ فتاویٰ امجدیہ میں اس مسئلے کے بارے میں صدرالشریعہ سے سوال ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ واجب ادا نہیں ہوا، نماز لوٹانی ہوگی۔ مگر ہمارے علما نہ تو صدر الشریعہؒ کو برا بھلا کہتے ہیں اور نہ ہی اعلیٰ حضرتؒ کو برا بھلا کہتے ہیں۔

### ۴۔نماز چاشت کے لئے تیمّم؟

جب حضرت صدرالشریعہؒ نے بہار شریعت لکھی تو اس کے ابتدائی حصے اعلیٰ حضرتؒ کی بارگاہ میں پیش کئے۔ اعلیٰ حضرتؒ نے ان کی اصلاح فرمائی اور بہار شریعت لکھنے پر صدرالشریعہ کو دعائیں دیں اور القاب سے نوازا۔ صدرالشریعہ کے بقول جہاں کہیں بھی صدرالشریعہ سے مفتیٰ بہ قول نقل کرنے میں چوک ہوئی، وہاں اعلیٰ حضرتؒ نے اسے قلم زد فرمایا اور جو مفتیٰ بہ قول تھا اس کی طرف رہنمائی فرمائی۔

اسی بہار شریعت میں چاشت کی نماز، چاند گرہن کی نماز یا اس طرح کی دوسری نمازوں کے بارے میں مذکور ہے کہ اگر کسی کو یہ لگے کہ وہ جب تک وضو بنائے گا تب تک ان کا وقت ختم ہوجائے گا اور مکروہ وقت شروع ہوجائے گا، ایسے شخص کو چاہئے کہ تیمّم کرکے نماز پڑھ لے، کیونکہ چاشت کی نماز، سورج گرہن کی نماز اور چاند گرہن کی نماز فوت ہوجائے گی۔ اس لئے اس کے حق میں یہ تیمّم کے لئے عذر ہے، اسے چاہئے کہ تیمّم کرکے ان نمازوں کو ادا کرلے۔

اعلیٰ حضرتؒ جنہوں نے بہار شریعت (تیسرا حصہ) ملاحظہ فرمایا اور صدرالشریعہ کی تعریف و توصیف کرکے اس پر تقریظ بھی لکھی لیکن وہ خود فتاویٰ رضویہ میں اس سے پہلے لکھ چکے ہیں کہ ان نمازوں کے لئے تیمّم کرنا جائز نہیں ہے۔ خود تو ناجائز لکھ رہے ہیں، صدر الشریعہ کے جائز کہنے پر ان کی تصدیق بھی فرمارہے ہیں۔ اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ کیونکہ اعلیٰ حضرت جانتے تھے کہ یہ فقہی فروعی مسئلہ ہے، اس میں جواز کی بھی گنجائش ہے اور عدم جواز کی بھی گنجائش ہے۔ ہمارے نزدیک قرائن کے اعتبار سے عدم جواز کو ترجیح حاصل ہورہی ہے، اسی لئے ہم نے عدم جواز کا حکم دیا ہے۔ صدر الشریعہ کا موقف بھی صحیح ہے کیونکہ ان کے نزدیک قرائن کی روشنی میں جواز کا پہلو راجح ہے۔

## آج فقہی اختلاف پر ناراضگی کیوں؟

میرے بھائی! اگر صدرالشریعہ اعلیٰ حضرت سے اختلاف کریں تو جائز ہے، کیونکہ مسئلہ فروعی ہے، جس میں اختلاف جائز ہے۔ اس اختلاف کی وجہ سے کسی کو برا بھلا نہیں کہا جائے گا، کسی کو جاہل نہیں کہا جائے گا، کسی کو گمراہ نہیں کہا جائے گا تو آج اگر کوئی آپ سے اختلاف کرے تو آپ اس کے پیچھے کیوں پڑجاتے ہیں کہ توبہ کرو؟ تمہاری اقتدا میں نماز نہیں ہوگی، ایسا نہیں، ویسا نہیں۔ کیا فروعی مسائل میں اختلاف کا دروازہ بند ہوگیا ہے؟ یہ نبوت تو نہیں ہے کہ نبوت کا دروازہ بند ہوگیا ہے۔ اجتہاد کا دروازہ بند نہیں ہوا ہے، ہاں! واقعہ یہ ہے کہ اجتہاد کی جو شرائط ہیں، وہ شرائط نہیں پائی جارہی ہیں، اسی لئے کوئی مجتہد مطلق نہیں ہو پارہا ہے۔ یہ نہیں کہ ہو ہی نہیں سکتا۔ ہونا تو شرعاً ممکن ہے، میرے بھائی! جب اجتہاد کا دروازہ بند نہیں ہوا ہے تو تحقیق کا دروازہ کیوں بند کردیتے ہو؟

معلوم ہوا کہ فقہی فروعی مسائل میں اختلاف کی آزادی ہے۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے امام اعظم ابوحنیفہؒ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا تھا جب تک میری بات تمہاری سمجھ میں نہ آجائے اور جب تک تمہیں ان کی دلیل معلوم نہ ہوجائے، دل مطمئن نہ ہوجائے اس وقت تک میرے فتوے پر نہیں بلکہ اپنے اجتہاد پر عمل کرو۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ جانیں کہ شریعت کا کسی مسئلے میں مقصد کیا ہے؟ جب تک مقصد نہیں جانیں گے، اس وقت تک اختلاف کی حقیقت واضح نہیں

ہوگی اور اس وقت تک اختلاف کرنا روا بھی نہیں ہوگا۔ اختلاف روا جب ہی ہوگا جب مقصد آپ کے سامنے ہو کہ شریعت ہم سے کیا چاہ رہی ہے اور ہمارے اختلاف سے اس مقصد کی تکمیل ہورہی ہے یا مقصد کی تکمیل نہیں ہورہی ہے؟ تکمیل ہورہی ہے تو اختلاف رحمت ہے اور اگر تکمیل نہیں ہورہی ہے تو اختلاف ناروا ہے۔ جو ہم رتبہ نہیں ہیں، ان کے لئے اپنے سے بڑے رتبہ والے کی اتباع لازم ہے، لیکن جو ہم رتبہ ہیں، ان کا آپس میں اختلاف کرنا جائز ہے، اختلاف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، مگر یہ اختلاف اس طرح ہونا چاہئے جس کا ذکر اعلیٰ حضرتؒ نے نقل فرمایا کہ جب دو صحابہ بحث کرتے تھے تو لگتا تھا کہ دونوں جانی دشمن ہیں، کبھی ایک دوسرے سے نہیں ملیں گے لیکن جب ملتے تھے تو لگتا تھا کہ کبھی ان دونوں میں کوئی اختلاف ہوا ہی نہیں ہے اور نہ آئندہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان ہی بزرگان دین کی روش پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

# ابھی آزاد ہونا ہے

شاعرِ انقلاب محترم انوارالمصطفیٰ ہمدمی اپنی انقلابی شاعری کی وجہ سے کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ ''انوارِ عقیدت'' (نعتیہ کلام)، ''شیشہ آنکھیں پتھر ہاتھ''، ''ہر شہر میں جنگل پھیل گیا''، ''نوائے انقلاب''، ''پگھل جائیں گی زنجیریں'' اور ''پرچم بلند رکھنا'' اُن کے وہ مجموعہ ہائے کلام ہیں جنہوں نے منہاج القرآن کے انقلابی کارکنان کے انقلابی جذبات کو مزید جلا بخشی اور وہ حدّت، توانائی اور جذبات دیئے کہ جن سے باطل کے ایوان بھی لرز اٹھے۔

حال ہی میں محترم انوارالمصطفیٰ ہمدمی کا ساتواں مجموعہ کلام ''ابھی آزاد ہونا ہے''۔ زیورِ طباعت سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آیا ہے۔ یہ مجموعہ کلام بھی انہی انقلابی صداؤں کا تسلسل ہے۔ اس مجموعہ کلام کی انفرادیت یہ ہے کہ اس میں موصوف کی دھرنے میں ہونے والی نثری گفتگو کو بھی شاملِ اشاعت کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا انتساب انہوں نے ''گولیوں کی بوچھاڑ میں سینہ سپر ہوجانے والے جذبوں اور شہدائے ماڈل ٹاؤن کے نام'' کیا ہے جن کے لہو سے اٹھنے والی مہک آج بھی انقلاب کا پیغام دے رہی ہے۔

ہم اس انقلابی مجموعہ کلام کی اشاعت پر محترم انوارالمصطفیٰ ہمدمی کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔

چھٹے بنئے سے، گورے سے، پھنسے جاگیرداروں میں
کروڑوں کی غلامی سے ہے رونق کچھ ہزاروں میں
کہاں پائی ہے آزادی یہی تو ایک رونا ہے
جہاں ملتا نہ ہو جینے کو کوئی حق بھی بنیادی
جہاں تحقیر ہو انساں کی اور نسلوں کی بربادی
غلامی کا ابھی دامن سے ہم نے داغ دھونا ہے
سیاست میں جہاں طاغوت بچے جنتا رہتا ہے
جگر کٹتا ہے دھرتی کا، وطن یہ دُکھ جو سہتا ہے
اکھاڑو جڑ سے باطل کو نیا اک عہد بونا ہے

بٹے مالِ غنیمت کی طرح سرمایہ داروں میں
اٹھو کہ زلزلہ کردیں بپا ان تاجداروں میں
وطن تو مل گیا لیکن ابھی آزاد ہونا ہے
جہاں آقاؤں کے پیچھے پھریں ذلت میں فریادی
وہاں کس چیز کا دعویٰ؟ کہاں کا جشنِ آزادی؟
وطن تو مل گیا لیکن ابھی آزاد ہونا ہے
نظامِ زر کا کالا خوں رگوں میں جن کی بہتا ہے
گزرنے والا ہر لمحہ سنو لوگو! یہ کہتا ہے
وطن تو مل گیا لیکن ابھی آزاد ہونا ہے

# سانحہ ماڈل ٹاؤن

## فوجی عدالتوں کے ذریعے انصاف اور قصاص ہمارا مطالبہ ہے

### قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا یوم شہداء کے موقع پر مال روڈ پر لاکھوں عوام کے دھرنا سے خطاب

شہداء ماڈل ٹاؤن کی دوسری برسی کے موقع پر 17 جون 2016ء کو مال روڈ لاہور پر پاکستان عوامی تحریک کے زیر اہتمام قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی قیادت میں عظیم الشان احتجاجی دھرنا دیا گیا۔ 17 جون، 14 خون، کہاں ہے قانون؟ کے سلوگن کے تحت منعقدہ اس احتجاجی دھرنے میں لاکھوں لوگوں نے بھرپور شرکت کی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن مجید، نعت رسول مقبول ﷺ اور پاکستان کے قومی ترانہ سے کیا گیا۔ سٹیج سیکرٹری کی ذمہ داری محترم ساجد محمود بھٹی، محترم انجینئر رفیق نجم، محترمہ افنان بابر، محترمہ عائشہ شبیر نے سرانجام دیں۔

## مہمانانِ گرامی قدر

اس احتجاجی دھرنا میں تحریک انصاف، پیپلز پارٹی، مسلم لیگ قائداعظم، ایم کیو ایم، عوامی مسلم لیگ، آل پاکستان مسلم لیگ، مجلس وحدت المسلمین کے وفود، قائدین اور ہر طبقہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی۔ مہمانان گرامی میں محترم شیخ رشید احمد، محترم منظور وٹو، محترم لطیف کھوسہ، محترم چودھری سرور، سابق وزیر اعلیٰ بلوچستان نواب غوث بخش باروزئی، سرائیکستان قومی اتحاد کے سربراہ محترم خواجہ غلام فرید کوریجہ، محترمہ سلونی بخاری (PTI)، محترم لیاقت بلوچ (جماعت اسلامی)، محترم مبشر لقمان (TV اینکر)، محترم مظہر برلاس (کالم نویس)، محترم راجہ بشارت (مسلم لیگ ق)، محترم میاں منیر (مسلم لیگ ق)، محترم اعجاز چودھری (PTI)، محترم علیم خان (PTI)، محترم کامل علی آغا (مسلم لیگ ق)، محترم جے سالک، محترم عمر بشیر چیمہ (مسلم لیگ ق) اور دیگر احباب شامل تھے۔

سٹیج پر مہمانان گرامی کے ہمراہ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، امیر تحریک محترم صاحبزادہ فیض الرحمٰن درانی، سیکرٹری جنرل PAT محترم خرم نواز گنڈا پور، محترم عامر فرید کوریجہ، محترم بشارت جسپال، محترم فیاض وڑائچ، محترم بریگیڈیئر (ر) مشتاق احمد، محترم جی ایم ملک، محترم جواد حامد، منہاج القرآن، پاکستان عوامی تحریک، عوامی یوتھ لیگ، مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ، ویمن لیگ اور علماء کونسل کے جملہ قائدین، عہدیداران تشریف فرما تھے۔

پاکستان عوامی تحریک کے زیر اہتمام سانحہ ماڈل ٹاؤن کے دو سال مکمل ہونے پر مال روڈ پر منعقدہ دھرنا میں کارکن نماز جمعہ کے بعد ہی پنڈال میں پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ پنڈال میں شہداء کے ورثاء کے لئے علیحدہ سٹیج بنایا گیا تھا۔

اس دھرنے کے ساتھ کراچی میں بھی نمائش چورنگی پر عوامی تحریک کے کارکنوں نے احتجاجی دھرنا دیا اور وہاں بھی اس دھرنے کی کاروائی بذریعہ انٹرنیٹ براہ راست نشر کی گئی۔

دھرنے میں شرکت کے لئے دیگر شہروں سے قافلوں کی صورت میں لوگ شریک ہوئے۔ خواتین کی بہت بڑی تعداد دھرنے میں شریک تھی۔ دھرنے میں پارٹی پرچموں اور شہداسانحہ ماڈل ٹاؤن کی تصویروں کی فلیکس لگائی گئی تھیں۔ دھرنے میں تحریکی ترانے اورعوام کے پرجوش نعروں نے ایک سماں باندھے رکھا۔ اس موقع پر حکومت کے خلاف شدید نعرے بازی کے دوران کارکنان کا جوش دیدنی تھا۔

احتجاجی دھرنے کے دوران سانحہ ماڈل ٹاؤن کے موقع پر ریاستی دہشت گردی کے مختلف مناظر جو قومی میڈیا نے براہ راست نشر کئے تھے، ان پر مبنی ایک ڈاکومنٹری بھی دکھائی گئی جس کو دیکھ کر ہر آنکھ اشک بار ہوگئی۔

## خطابات مہمانانِ گرامی

اس دھرنے میں شریک جملہ سیاسی جماعتوں کے نمائندہ وفود نے شہداء ماڈل ٹاؤن کے انصاف کے لئے لواحقین اورتحریک کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہوئے اپنے جذبات کا اظہار کیا:

☆ محترم خواجہ غلام فرید کوریجہ (صدر سرائیکستان اتحاد) نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ PAT کے 14 شہداء کے عظیم قربانی کی یاد میں یہ دھرنا اپنی مثال آپ ہے۔ استحکام پاکستان کے اداروں اورعوام پاکستان سے سوال ہے کہ تختِ لاہور کے ان فرعونوں کو آئین و قانون سے استثناء کیوں؟ ہم سانحہ ماڈل ٹاؤن کے لواحقین کے ساتھ ہیں۔ جنوبی پنجاب کے لوگ بھی ان حکمرانوں سے تنگ ہیں۔ جس طرح جنرل ڈائر نے کیا، اس طرح ان حکمرانوں نے لاہور میں کیا۔ سرائیکی وسیب کے لوگ قائد انقلاب کے ساتھ ہیں۔ ہم اسلام کے صحیح چہرہ کی عکاسی پر شیخ الاسلام کو سلام پیش کرتے ہیں۔

☆ محترمہ بسمہ (شہیدہ تنزیلہ کی بیٹی) نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ 17 جون کو قاتل حکمرانوں نے بے گناہوں کا خون بہایا اور اب عدل و انصاف کا خون کررہے ہیں۔ قاتل اعلیٰ اور قاتل اعظم سن لو۔ تنزیلہ کی بیٹیاں آج تنزیلہ کے روپ میں تمہارے سامنے کھڑی ہیں۔ میری ماما اور پھوپھو کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔

ظلم جب بڑھ جائے تو نیزوں پر بھی سر بولتا ہے

ہم ماما کی کمی محسوس کرتے ہیں مگر اب حکمران سن لیں کہ کسی اور کو اس طرح ماما کی کمی محسوس نہیں ہونے دیں گے اور ظالموں کو ان کے منطقی انجام تک پہنچا کر دم لیں گے۔

☆ محترم سید احمد اقبال رضوی (مجلس وحدت المسلمین) نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شہداء ماڈل ٹاؤن کو سلام۔ اس قوم کی ان عظیم بیٹیوں پر سلام جنہوں نے استحکام پاکستان کے لئے قربانی دی۔ شہداء کو سلام جنہوں نے ن لیگ کی اس خونی حکومت کو للکارا۔ یہ حکمران جمہوریت نہیں بلکہ بادشاہت چاہتے ہیں۔ وحدت المسلمین اول دن سے آج تک ڈاکٹر محمد طاہرالقادری صاحب کے ساتھ ہے اور ہم ان حکمرانوں کے ظلم کے خلاف مظلومیت کی آواز بن کر انقلاب مارچ میں بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے اور آج بھی آپ کے ساتھ ہیں اور ظلم کے خلاف سراپا احتجاج ہیں۔ نااہل حکمرانوں نے اس ملک کو اپنی جاگیر سمجھ رکھا ہے۔ آج سارا پاکستان ان کے خلاف احتجاج کررہا ہے مگر یہ بے حسی کے ساتھ ڈٹے ہوئے ہیں۔ یہ ظلم زیادہ عرصہ نہیں رہے گا۔ اب سب مظلومین کی ایک آواز ہے ’’گونواز گو‘‘۔

☆ محترم رضوان شہید کے والد محترم محمد خان نے خطاب کرتے ہوئے کہا میرے عظیم قائد تجھے سلام۔ مجھے فخر ہے کہ میرا بیٹا اس سانحہ میں پہلا شہید ہوا۔ میں ان حکمرانوں سے ڈرنے والا نہیں ہوں۔ میں نے اپنے باقی بچے بھی اس تحریک کے

حوالے کردیئے ہیں۔ حکمران میرے بیٹے کے خون کی قیمت لگاتے ہیں۔ سن لو حکمرانوں! تم اپنے بیٹے میرے حوالے کردو مجھ سے ایک کروڑ لے لو اور مجھے انہیں گولیاں مارنے دو۔ ہم ڈرنے والے نہیں۔ ہمیں انصاف چاہئے۔ خون کا بدلہ خون۔

☆ پیپلز پارٹی کے رہنما محترم میاں منظور احمد وٹو نے کہا کہ 17 جون کے المناک واقعہ کی یاد منانے کے لئے ڈاکٹر محمد طاہرالقادری صاحب کی زیر قیادت یہاں جمع ہیں۔ ہم شروع دن سے ذاتی طور پر بھی اور پاکستان پیپلز پارٹی بھی اس سلسلہ میں ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ہے۔ 14 شہداء کے لواحقین اور مضروبین کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہیں۔ ہم نے اس ظلم، بے انصافی کے خلاف ہر جگہ آواز بلند کی ہے۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ جسٹس باقر نجفی کی رپورٹ Open کی جائے۔ قومی ایکشن پلان اور نیشنل کمیشن اس واقعہ کو Take up کرے۔ ہم بسمہ بیٹی کو انصاف ملنے تک اس کے ساتھ ڈٹ کر کھڑے رہیں گے۔ جب تک شہداء ماڈل ٹاؤن کو انصاف نہیں ملتا ہم شہداء اور ڈاکٹر طاہرالقادری کے ساتھ ہیں۔

☆ پاکستان مسلم لیگ ق کے سینئر محترم کامل علی آغا نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ 17 جون کو وحشیانہ قتل عام اور بربریت ہوئی۔ افسوس کہ اس سانحہ کے متاثرین آج تک انصاف کے لئے مارے مارے پھر رہے ہیں۔ وہ دن دور نہیں جب شہداء کے ورثاء کو انصاف ملے گا۔ قاتل تختہ دار پر ہوں گے۔ اتحاد اور تسلسل کے ساتھ جدوجہد کی ضرورت ہے۔ ہم پہلے دن سے ڈاکٹر محمد طاہرالقادری صاحب کے ساتھ ہیں اور مقتولین کے ورثاء کو انصاف ملنے اور ظالموں کے تختہ دار تک پہنچنے تک آپ کے ساتھ کھڑے ہیں۔ جہاں کرپشن ہو وہاں انصاف ناممکن ہوتا ہے۔ انتخابات منصفانہ نہ ہو، الیکشن کمیشن شفاف نہ ہوں وہاں انصاف نہیں ملتا۔

☆ تحریک انصاف کے رہنما محترم چودھری محمد سرور نے دھرنے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ PTI کی قیادت وکارکنان کی طرف سے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شہداء کے لواحقین اور PAT سے اظہار یکجہتی کرتے ہیں۔ ماڈل ٹاؤن کے شہداء کے انصاف اور قاتلوں کو انجام تک پہنچانے کے لئے PTI اس جدوجہد میں آپ کے ساتھ شریک ہے۔ بیرون ملک پاکستانی کے لئے سب سے بڑا چیلنج اپنی اولاد کو اسلام سکھانا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے ادارے بیرون ممالک میں اسلام اور دین کی جو خدمت کررہے ہیں وہ قابل تحسین ہے۔ سانحہ کے دو سال ہوگئے مگر کوئی گرفتاری عمل میں نہ آئی نہ کسی کو سزا ہوئی۔ اگر لاکھوں لوگوں کی جماعت کو انصاف نہیں مل رہا تو ان لوگوں کا کیا بنے گا جو غریب ہیں۔ ہماری پولیس ڈاکوؤں کی سرپرستی کرتی ہے۔ عوام کو انصاف اور قانون کی بالادستی کے لئے اکٹھا ہونا ہوگا۔

☆ جنرل سیکرٹری پاکستان پیپلز پارٹی محترم سردار لطیف احمد کھوسہ نے دھرنے سے خطاب میں کہا کہ 17 جون کے واقعہ کی مثال پاکستان کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ خود ساختہ خادم اعلیٰ کو قاتل اعلیٰ کا خطاب ملنا چاہئے۔ دو سال تک تفتیش کے نام پر آئین و قانون کی دھجیاں اڑائی گئیں۔ ان حکمرانوں کے ہوتے ہوئے پاکستان میں انصاف نہیں مل سکتا۔ یہ دونوں بھائی آئین و قانون کے ساتھ کھلواڑ کرتے ہیں۔ یہ صرف اپنے مفاد والی بات کو مانتے ہیں۔ نواز شریف شہباز شریف یاد رکھیں! اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے۔ تمہارا برا انجام ہونے والا ہے، کوئی ظالم اپنے اعمال کا نتیجہ بھگتے بغیر نہیں گیا۔ 17 جون کو خون کی ہولی نے کربلا کی یاد دلائی ہے۔ مظلوم کی آہ کی گرفت تمہیں چین نہ لینے دے گی۔ ان مظلوموں کی آہیں تمہیں سکون نہ لینے دیں گی۔ PPP ہر لحاظ سے آپ کے ساتھ ہیں۔ یہ ساری قوم کی پکار اور فریاد ہے کہ ہمیں انصاف چاہئے۔ چیف جسٹس اس پر سوموٹو ایکشن لیں۔ انصاف اگر حکمرانوں کے تابع ہوجائے تو ریاست خطرے میں پڑجاتی ہے۔ افسوس جنہیں جیلوں میں ہونا چاہئے وہ حکمرانی کررہے ہیں۔

☆ عوامی مسلم لیگ کے سربراہ محترم شیخ رشید احمد نے دھرنے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں نے سیاسی زندگی میں رمضان المبارک میں اتنا بڑا مجمع نہیں دیکھا۔ عوامی تحریک کے تمام کارکنان کو سلام پیش کرتا ہوں۔ یہ حکمران چور، کرپٹ اور قاتل ہیں۔ ظلم کی داستان ختم کرنے کے لئے عوام کو باہر نکلنا ہوگا۔ 17 جون کو 14 خون ہوئے کسی اور کیس کا فیصلہ ہو نہ ہو مگر اسلام کے ان شیدائیوں، غریبوں، بے بسوں کے خون کا حساب ضرور ہوگا اور انصاف ضرور ملے گا، یہ ظالم حکمران پھانسی چڑھیں گے۔ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری صاحب سے ان حکمرانوں کو بڑی تکلیف ہے۔ اس لئے کہ یہ حق و سچ کی بات کرتے ہیں۔ آج پاکستان بھر کی تمام سیاسی جماعتیں اس اسٹیج پر موجود ہیں۔ نواز شریف نے اس سانحہ سے جلیانوالہ باغ کی یاد تازہ کرادی۔ اگر عوام باہر نہ نکلی تو آئندہ نسلیں بھی ان خاندانوں کی غلام رہیں گی۔ قوم ڈاکٹر صاحب کی مشکور ہے کہ انہوں نے ان حکمرانوں کے خلاف فیصلہ کن جنگ کے لئے اس زبردست دھرنا اور احتجاج کے ذریعے مضبوط بنیاد رکھی ہے۔ جولائی سے ستمبر تک 3 مہینے پاکستان کے اہم ترین سیاسی مہینے ہیں، ان تین مہینوں میں یہ نہیں رہیں گے۔ اور یہ وقت ''گو نواز گو'' کا وقت ہوگا۔ آج ملک میں نہ بجلی ہے اور نہ روزگار ہے، ملک کی سالمیت اور معیشت کو بھی خطرہ ہے۔ ہر چیز پر ازخود نوٹس ہوجاتا تھا لیکن سانحہ ماڈل ٹاؤن پر نہیں ہوا۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ذمے دار سزا سے نہیں بچ سکیں گے۔

☆ احتجاجی دھرنے سے محترمہ سلونی بخاری (پاکستان تحریک انصاف)، پاکستان عوامی تحریک یوتھ ونگ کے مرکزی صدر محترم مظہر محمود علوی، MSM کے مرکزی صدر محترم عرفان یوسف، محترم جے سالک (چیئرمین مسیحی مینارٹی الائنس)، محترم سینیٹر میاں عتیق الرحمٰن (MQM) اور محترم نواب غلام بخش باروزئی نے بھی خطاب کیا۔

## خطاب قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری

مہمانان گرامی کے خطاب کے بعد قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو ایڈیشنل سیکرٹری جنرل PAT محترم خواجہ عامر فرید کوریجہ نے خطاب کی دعوت دی۔ عوام نے والہانہ اور پرجوش انداز میں اپنے قائد کا نعروں کی گونج میں پرتپاک استقبال کیا۔ اس موقع پر قائد انقلاب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ

17 جون سانحہ کے شہدا کے خاندان، ان کے پسماندگان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جو صبرو استقامت، جرات اور بہادری کے پہاڑ بنے رہے۔ آج پاکستان میں خون بکتا ہے، ہر روز ملک میں قتل ہوتے ہیں، ہر روز شہادتیں ہوتی ہیں، ظلم و جبر ہوتا ہے، چونکہ یہاں کا نظام کسی مظلوم، کمزور اور مجبور کو انصاف دلانے کی صلاحیت نہیں رکھتا، قانون کسی کمزور اور غریب کی مدد کرنے سے قاصر ہے، یہ نظام طاقتور اور ظالم کے لیے ہے، اس کے نتیجے میں ہر روز لاشیں گرتی ہیں، اسی لئے لوگ دیت کے نام پر اپنے خون کو اور لاشوں کو بیچتے ہیں۔ ملک میں مایوسیوں کے مارے سمجھتے ہیں کہ انصاف نہیں ملے گا، لہذا کوئی شخص ظلم و جبر کے سامنے جرأت کا پہاڑ بن کر نہیں کھڑا ہوسکتا۔ 17 جون کے شہداء کے خاندانوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں، سب غریب مزدور، محنت کش اور کمزور ہیں مگر اس کے باوجود ان لوگوں نے 2 سالوں میں کروڑوں روپے کی دیت کے نام پر آفر کو ٹھکرا دیا۔ انہیں بیرون ملکوں کی ملازمتیں آفر کی گئیں، ان کی غیرت کو خریدنے کی کوشش کی گئی، شہیدوں کے خون کی قیمت لگانے کی کوشش کی گئی مگر انہوں نے یکسر انکار کردیا۔

شہدا کی طرح ان کے خاندان بھی عظیم ہیں جنہیں 2 سال میں فرعون کی طاقت اور قارون کا سرمایہ دونوں یکجا ہونے کے باوجود نہ خرید سکے۔ حکمرانوں کا جبر و ظلم ان میں سے کسی کو بھی جھکا اور ڈرا نہیں سکا، ان کی دولت و سرمایہ کسی کا

ضمیر نہیں خرید سکے۔ یہ پاکستان کی تاریخ میں انوکھا واقعہ ہے۔ جس تحریک کے کارکن اور شہید کے خاندان کو فرعون کی طاقت اور قارون کا سرمایہ مل کر نہیں خرید سکتا، حکمران اس تحریک کے سامنے کبھی کھڑے نہیں ہوسکتے۔ حکمرانوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ آج کے دور میں ایسے غیرت مند بھی زندہ ہیں۔ میں نے اس تحریک میں ان لوگوں کو غیرت، جرات، ایمان اور ظلم و جبر کے سامنے سینہ سپر ہونا سکھایا ہے۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن میں ہمارے 14 شہداء کے قاتل، اعلیٰ پولیس افسران بھی ہیں اور اس قتل کے ذمہ دار وفاقی اور صوبائی حکومت کے کئی وزرا بھی ہیں۔ سب سے بڑے منصوبہ ساز شریف برادران ہیں جو اس ریاستی دہشت گردی کے ذمہ دار ہیں۔ ان کے حکم پر بربریت ہوئی اور پولیس نے گولیاں چلائیں کیونکہ ان کے حکم کے بغیر پولیس کو لاشیں گرانے کی جرأت نہیں تھی۔ دیت کو شہداء کے لواحقین اول روز سے مسترد کرچکے ہیں لہٰذا اب ہمارا صرف ایک ہی مطالبہ ہے اور وہ یہ کہ ہمیں فوجی عدالتوں کے ذریعے انصاف اور قصاص چاہئے۔ خون کا بدلہ خون ہے۔

آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے دہشت گردی کے خلاف بہادرانہ تاریخی جنگ لڑی ہے، وہ ملکی سلامتی کی علامت ہیں، قوم کی نظریں دہشت گردی سے نجات کے لیے صرف آرمی چیف اور ان کے ادارے پر ہے۔ جنرل راحیل شریف نے اسلام آباد دھرنے کے دوران سانحہ ماڈل ٹاؤن کی ایف آئی آر کٹوا کر مظلوموں کی داد رسی کی اور اب وہی ہمیں فوجی عدالتوں کے ذریعے انصاف دلائیں کیونکہ اس کے علاوہ ہمیں انصاف کا کوئی اور راستہ نظر نہیں آتا۔ یہ مطالبہ اس لئے بھی کررہا ہوں کہ قومی ایکشن پلان کے تحت دہشت گردوں کا خاتمہ فوج کی ذمہ داری ہے اور یہ حکمران دہشت گرد بھی ہیں، دہشت گردی کے سرپرست بھی ہیں اور اس کے سہولت کار بھی ہیں۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن سے بڑھ کر ان حکمرانوں کی دہشت گردی کا اور کون سا واقعہ ہوسکتا ہے۔ ہم سانحہ ماڈل ٹاؤن کا مقدمہ فوجی عدالت میں چاہتے ہیں۔ آرمی چیف فوجی عدالت کے ذریعے انصاف دلائیں، ہمارا مطالبہ ایک ہے انصاف اور قصاص۔ ہم خون کا بدلہ خون مانگتے ہیں۔

یہ احتجاج پچھلے سال شہداء کی پہلی برسی پر بھی ہوسکتا تھا لیکن ہم قانون کی جنگ لڑتے رہے۔ اب 2 سال گزرنے کے بعد ہم وہیں کھڑے ہیں جہاں 17 جون 2014ء کی رات کو تھے۔ ہمیں کوئی انصاف نہیں مل سکا۔ ادارے وزیراعظم اور وزیراعلیٰ کے حکم پر چلتے ہیں۔ ہم 2 سال کے دوران اعلیٰ عدالتوں تک بھی گئے لیکن ہماری وہاں بھی کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ حکمران چونکہ خود قاتل ہیں اس لیے یہ اپنے خلاف ہمیں انصاف فراہم کیسے کرسکیں گے۔

اس ملک میں کس جمہوریت اور آئین کی بات کی جاتی ہے۔ یہاں اس قتل عام کی ایف آئی آر تک درج نہیں ہوتی۔ جنرل راحیل شریف کی مداخلت پر ایف آئی آر درج کی گئی۔ یہاں کی جمہوریت، اسمبلیاں اور معاشرہ ایف آئی آر کٹوانے میں بے بس تھا۔ اب مدعیوں اور قتل کے گواہوں کو ملزم بنا دیا گیا ہے۔ ہم قانون کی جنگ لڑتے رہے ہیں۔ دوسال گزر گئے، ایک قدم انصاف کی منزل کی طرف آگے نہیں بڑھا۔ ہائیکورٹ نے درخواست خارج کردی، سپریم کورٹ گئے مگر ابھی تک تاریخ نہیں ملی۔ یہ حکمران قاتل ہیں، انصاف کیسے ہونے دیں گے۔ اس ملک میں زین کی ماں نے مجبور ہوکر بیٹے کے قاتلوں سے صلح کرلی۔ اس نے بیان دیا وہ اس نظام کے سامنے کھڑی نہیں ہوسکتی، کیا یہ جمہوریت ہے۔ جسٹس باقر نجفی کمیشن کی رپورٹ ضبط کرلی گئی۔ یہاں کا نظام ظالم اور طاقتور کیلئے ہے۔ یہ نظام اور قانون کسی غریب کی مدد کرنے سے قاصر ہے۔ یہاں کا نظام جابر اور درندوں کیلئے ہے۔

سانحہ کے ذمہ دار وفاقی اور صوبائی وزرا بھی ہیں۔ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج نے ایف آئی آر کا حکم دیا، ہائیکورٹ

میں تین وفاقی وزرا نے ہائی کورٹ میں اس فیصلہ کے خلاف اپیل کردی۔ اگر وہ ذمہ دار نہیں تھے تو انہوں نے FiR کیوں نہیں کٹنے دی۔ فوٹیج میں ایک ایک افسر، اہلکار نظر آ رہا ہے۔ ساری دنیا گواہ ہے کہ کس کس نے گولیاں چلائیں، اس نظام نے مدعی کو ملزم بنا دیا، زخمیوں اور مدعیوں پر دو، دو فرد جرم عائد کر دی گئیں، ہم دیکھنا چاہتے تھے کہ عدالتیں اور قانون کیا کر تا ہے۔ دو سال میں انصاف ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکا۔

دو برس میں انصاف کی طرف نہیں بڑھ سکے۔ 36 گواہوں کے بیان ہو چکے لیکن ابھی تک کیس کے قابل سماعت کا فیصلہ نہیں ہوا جبکہ مدعیوں اور گواہوں کو عدالت کے کٹہرے میں ملزم بنا دیا گیا۔ حکمرانوں سے پوچھیں یہ کون سا قانون کون سا آئین ہے؟ پاکستان میں ظلم ہوتا ہے لیکن پاکستان کا نظام کسی مظلوم کو انصاف دلانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ یہاں کا قانون ظالموں اور درندوں کیلئے نہیں ہے۔ آج بھی وہیں کھڑے ہیں جہاں 14 جون 2014 کو کھڑے تھے۔

ان حکمرانوں کی وجہ سے پاکستان آج خطے میں تنہا رہ گیا۔ حکمرانوں نے صرف ذاتی اور کاروباری تعلقات بنائے ہیں۔ کیوں کہ وزیراعظم کو ملکی معاملات میں کوئی دلچسپی نہیں، ملک کا کوئی وزیرخارجہ نہیں اور وزیراعظم لندن میں خودساختہ جلاوطنی گزار رہے ہیں۔ کابینہ کے پاس فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں اور ملک آمریت سے بھی بڑھ کر بادشاہت میں چلایا جارہا ہے۔ افسوس اس تمام کے باوجود نظام، آئین اور جمہوریت کی بات کی جاتی ہے۔ حکمرانوں نے پاکستان کو تنہا کردیا ہے۔ کاروباری تعلقات مضبوط اور ریاستی تعلقات کمزور ہو رہے ہیں۔ حکمران خود ساختہ اور عارضی جلاوطنی میں ہیں۔ کابینہ کے اجلاس حکمرانوں کے بچے بچیاں بلا رہے ہیں۔

حکمرانوں کے بچے کس قانون اور آئین کے تحت ملک چلا رہے ہیں' ملک خاندانی بادشاہت کی طرح چلایا جارہا ہے' غیرملکی جاسوس پکڑے جائیں' سرحد پر حملہ ہوجائے' حکمران بیان نہیں دیتے' حکمران خودساختہ اور عارضی جلاوطنی میں ہیں۔ پانامہ لیکس پر وزیراعظم نے وعدہ کیا کہ خود کو انصاف کیلئے پیش کرتا ہوں۔ 12 رکنی پارلیمانی کمیٹی بھی بنی' تین ہفتے بعد پارلیمانی کمیٹی ٹوٹ گئی۔ ڈاکو اور گھر والے ملکر تفتیش نہیں کرتے۔ نام نہاد وزیراعظم پارلیمنٹ میں آنا گوارا نہیں کرتے' ایسی تنہائی کا شکار پاکستان پہلے کبھی نہیں ہوا۔ قوم کے ساتھ دھوکے کو جمہوریت نہیں کہتے۔

یاد رکھ لیں ظلم کی اندھیری رات زیادہ دیر نہیں چلے گی۔ محترم شیخ رشید احمد نے تو ان حکمرانوں کو ستمبر تک کا وقت دیا ہے لیکن میں اس سے پہلے ہی ان حکمرانوں کی روح پرواز ہوتے دیکھ رہا ہوں۔ یہ حکومت حالت نزع میں ہے۔

## انتقالِ پُرملال

**شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی صاحبزادی محترمہ عائشہ باجی کے سسر محترم ہاشم علی قادری (کینیڈا) کے بھائی محترم ارشد حسین قادری (ملتان) قضائے الٰہی سے انتقال کرگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.**

**شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، محترم امیرتحریک صاحبزادہ فیض الرحمٰن درانی، ناظم اعلیٰ محترم خرم نواز گنڈا پور، محترم جی ایم ملک (ڈائریکٹر امور خارجہ) اور جملہ مرکزی قائدین و سٹاف ممبران نے مرحوم کے انتقال پردلی رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی مغفرت وبخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل واجرعظیم عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سیدالمرسلین ﷺ**

حکمرانوں کی روح نکلنا شروع ہو چکی ہے۔ ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ ان کو علم ہے ان کا اقتدار گیا۔ ظلم سے اقتدار بچایا نہیں جاسکتا۔ ہم صبر کی طاقت سے چلیں گے۔ حق کی جیت ہوگی، حکمرانوں کو شکست ہوگی۔

☆ خطاب کے اختتام پر قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے استفسار پر عوامی تحریک کے کارکنوں نے دھرنا جاری رکھنے پر اصرار کیا۔ جس پر قائد انقلاب ڈاکٹر طاہر القادری نے رمضان اور اعتکاف کی وجہ سے دھرنے کو ختم نہیں بلکہ ملتوی کرنے کا اعلان کیا اور فرمایا کہ اگر ہمیں انصاف نہ ملا تو ایک ہفتہ کے نوٹس پر کسی وقت بھی دھرنے کی کال دی جاسکتی ہے اور وہ دھرنا اپنے سابقہ ریکارڈ بھی توڑ ڈالے گا۔

☆ قائد انقلاب خطاب کے اختتام کے بعد بھی سٹیج پر تشریف فرما رہے۔ اس دوران شرکاءِ دھرنا میں سحری کے لئے کھانا انتہائی نظم کے ساتھ تقسیم کیا جاتا رہا۔ اس دوران وقتاً فوقتاً قائد انقلاب مائک پر آکر شرکاء سے مخاطب ہوتے رہے اور ان کی قربانیوں کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے انہیں دعاؤں سے نوازتے رہے۔

سحری کے بعد پنڈال میں ہی اذان فجر دی گئی اور پھر تمام شرکاء نے نماز فجر ادا کی۔ نماز فجر کے بعد قائد انقلاب نے ملک پاکستان کے امن، سکون، خوشحالی اور استحکام کے لئے، شہداء کے درجات کی بلندی اور لواحقین کی بلند حوصلگی و استقامت اور حق و انصاف کے لئے خصوصی دعا کروائی۔ اس دعا کے ساتھ ہی یہ احتجاجی پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔

## اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن

گذشتہ ماہ تحریک منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک سے تعلق رکھنے والے درج ذیل نمایاں افراد قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن.

☆ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے دیرینہ رفیق اور تحریک منہاج القرآن و پاکستان عوامی تحریک خوشاب کے رہنما محترم ملک غلام محمد اعوان انتقال کر گئے۔

☆ جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن کے فاضل اور تحریک منہاج القرآن کے عظیم جانثار اور انتہائی متحرک کارکن محترم محمد عابد طاہری منہاجین (کمر مشانی۔ میانوالی) مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے۔

☆ محترم اطہر رضا واہلہ منہاجین (سیشن 2004ء) جہانیاں ایک طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے ہیں۔

☆ محترم چوہدری محمد ریاض (مرکزی چیف سیکیورٹی آفیسر) کے والد محترم انتقال کر گئے۔

☆ محترم عمر ریاض عباسی (رہنما پاکستان عوامی تحریک) کے والد محترم اور محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی کے چچا جان محترم محمد ریاض عباسی (اسلام آباد) انتقال کر گئے۔

☆ محترم جی ایم ملک (ڈائریکٹر امور خارجہ TMQ) کے کزن محترم انور سیٹھی (لندن) انتقال کر گئے۔

☆ برطانوی مسلم کمیونٹی کی معروف مذہبی، سماجی اور سیاسی شخصیت محترم علامہ بوستان علی قادری انتقال کر گئے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے مرحومین کے انتقال پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ان کی مغفرت و بخشش کے لئے خصوصی دعا فرمائی۔ علاوہ ازیں محترم ڈاکٹر حسن محی الدین القادری، محترم ڈاکٹر حسین محی الدین القادری، امیر تحریک محترم صاحبزادہ فیض الرحمٰن درانی، محترم خرم نواز گنڈاپور (ناظم اعلیٰ)، محترم احمد نواز انجم (نائب ناظم اعلیٰ)، محترم جی ایم ملک (ناظم امور خارجہ) اور تحریک منہاج القرآن و پاکستان عوامی تحریک کے جملہ مرکزی قائدین نے مرحومین کے انتقال پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ان کی مغفرت کیلئے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

# فرید ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ

## ایک عہد ساز شخصیت

16 شوال، یوم وصال کی مناسبت سے خصوصی تحریر

قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے والد گرامی فرید ملت حضرت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ کی شخصیت ایک ایسا کثیرالجہت نگینہ ہے جس کی ہر جہت اپنی آب و تاب اور چمک دمک کے اعتبار سے جداگانہ شان کی حامل نظر آتی ہے۔ آپ اپنے ہر وصف اور شخصیت کے ہر پہلو کے اعتبار سے نابغۂ روزگار تھے۔ آپ جہاں علم و عرفاں کے میدان کے عدیم النظیر شہسوار تھے وہیں بحرِ معرفت کے مشتاق شناور بھی تھے۔۔۔ جہاں ایک طرف توکل علی اللہ اور فقر و استغناء کی تصویر تھے وہاں زہد و ورع اور تقویٰ و طہارت کے پیکر مجسم بھی تھے۔۔۔ جہاں ایک طرف ہمہ وقت عشق رسالتمآب ﷺ میں سرشاری و استغراق آپ کا طرہ امتیاز تھا وہیں نسبت غوثیت مآبؓ میں گرفتاری آپ کی پہچان بھی تھی۔۔۔ شعروسخن کی دنیا ہو یا طب و ڈاکٹری کا میدان۔۔۔ نبض شناسی کا فن ہو یا تعلیم و تدریس کا ہنر۔۔۔ ہر ہر میدان میں آپ اپنی مثال آپ تھے۔

آیئے فریدِ ملتؒ کی حیات پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہیں:

### حیاتِ فریدؒ

فرید ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ 1918ء میں جھنگ میں پیدا ہوئے۔ اسلامیہ ہائی سکول جھنگ میں ابتدائی تعلیم مڈل تک حاصل کی اور ہر کلاس میں امتیازی حیثیت سے پاس ہوئے۔ درسِ نظامی کے فاضل استاد حضرت مولانا غلام فریدؒ سے تعلیم حاصل کی اور درس نظامی کی ابتدائی کتب صرف، نحو اور منطق کا درس لیا۔ آپ بچپن ہی سے بڑے ذہین فطین اور طباع تھے۔ متحدہ ہندوستان میں ہندو، سکھ اور مسلمان سب ایک ہی سکول میں پڑھتے تھے اور اکثر مقابلہ رہتا تھا۔ ان تعلیمی مقابلوں میں حضرت فرید ملتؒ ہمیشہ ہر جماعت میں اول پوزیشن حاصل کرتے رہے اور ہمیشہ وظیفہ حاصل کیا۔

سلف صالحین کے حالات کے مطالعہ سے یہ پہلو عیاں ہوتا ہے کہ اُن میں سے اکثر حضرات لڑکپن ہی سے تلاش حق میں سرگرداں رہے۔ تجسس و طلبِ محبوب میں جہان خلوت میں گھنٹوں بیٹھے رہتے یا پھر نشاناتِ قدرت کے حسن وجمال میں گم رہتے۔ ڈاکٹر فریدالدین القادریؒ بھی اسی طرح بچپن میں گھر سے نکل جاتے اور تین چار میل کے فاصلے پر دریائے چناب کے کنارے گھنٹوں مصروفِ اوراد و وظائف رہتے۔ پانی کی جولانی میں طالبِ صادق نے نہ جانے کیا پایا۔ کشتیوں کی آمدو رفت بذات خود ''آیات من آیات اللہ'' ہے۔ دریا کے کنارے ان نشانیوں میں تدبر وتفکر بحکمِ خداوندی صاحبانِ اولی الالباب میں شمولیت کا اعزاز بھی ہے۔

### تلاشِ علم میں ہجرت

فرید ملتؒ نے مڈل تک کی تعلیم جھنگ میں

حاصل کرنے کے بعد سیالکوٹ کی مردم خیز سرزمین کی طرف مزید تعلیم کی غرض سے ہجرت کی۔ وہاں انہیں مفتی اعظم حضرت علامہ محمد یوسف سیالکوٹیؒ کا دامنِ شفقت میسر آتا ہے۔ دو سال کے مختصر عرصہ میں ان سے درس نظامی کی کتب پڑھیں اور ساتھ ہی ایک اسکول میں باقاعدہ داخل ہوکر میٹرک کرلیا۔

سیالکوٹ میں میٹرک اور درس نظامی کی اعلیٰ کتب کی تعلیم کے بعد لکھنو کے لئے عازم سفر ہوئے۔ لکھنو میں فرنگی محل ایشیا کا معروف ترین مرکز علم وفن تھا۔ وہاں برصغیر کے اکابر علماء وفضلاء اور جلیل القدر فقہاء میں ایک نام سرفہرست نظر آتا ہے جسے تاریخ مولانا عبدالحی فرنگی محلی کے نام سے جانتی ہے۔ فرید ملتؒ کو ذہانت و فطانت کی وجہ سے وہاں داخلہ مل گیا۔ درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے جوائنٹ طبیہ کالج میں بھی داخلہ لے لیا۔ اس کالج کے پرنسپل جناب شفاء الملک حکیم عبدالحلیم لکھنوی تھے۔ موصوف حکیم اجمل خان اور حکیم نابینا انصاری جیسے عظیم المرتبت حکماء و اطباء میں شمار ہوتے تھے۔

لکھنو میں جوائنٹ طبیہ کالج کا محل وقوع کچھ ایسا تھا کہ اس کے بالکل سامنے کنگ جارج میڈیکل کالج کی پُرشکوہ عمارت دعوت نظارہ دیتی تھی۔ دونوں اداروں میں باقاعدہ طے شدہ نظم کے تحت کبھی طبیہ کالج کے طلبہ کنگ جارج میڈکل کالج چلے جاتے اور کبھی وہاں کے طلبہ ادھر آجاتے اور کبھی دونوں کسی ایک کالج میں ہم سبق ہوجاتے۔ اس حسین امتزاج کی وجہ سے طلبہ قدیم و جدید طب سے یکساں بہرہ ور ہوتے۔ ایک طرف وہ حکیم حاذق کہلاتے تو دوسری طرف ڈاکٹر اور ’’ایل ایس ایم ایف‘‘ اور ’’ایم بی بی ایس‘‘ وغیرہ کی ڈگریوں کے اعزازات بھی حاصل کرلیتے۔ فرید ملتؒ کو بھی یہ حسین مواقع میسر آئے۔

گوہر علم کا یہ متلاشی طلب علم میں یوں مخلص تھا جیسے طالبِ مال کا دل اور آنکھیں کبھی سیر نہیں ہوتیں اسی طرح ان کی آنکھیں اور جی طلبِ علم میں انہیں کبھی سیر نہیں ہونے دیتا تھا۔ اگرچہ راہِ وفا کے مسافر کے لئے اس راہ میں دھوپ ہی دھوپ ہے اور سایہ کہیں کہیں میسر آتا ہے لیکن تقدیر کے قاضی کا ازل سے یہ فتویٰ ہے کہ دشتِ طلب کے راہی ہی بامراد رہتے ہیں اور انہیں کبھی مایوسی نہیں ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ فرید ملتؒ ہر دو کالجوں میں فہرست اول کے طلبہ میں شمار ہوتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ذہانت و فطانت، فہم و ذکاوت، نکتہ سنجی اور استخراج و استنباط کی صلاحیتوں سے خوب نوازا تھا۔

چار پانچ سال کے مختصر عرصہ میں دائیں بائیں بلکہ ہر طرف سے علم کے موتیوں سے اپنی جھولی بھرتے ہوئے جوائنٹ طبیہ کالج سے طب کی سند حاصل کی۔ کنگ جارج میڈیکل کالج سے سرٹیفیکیٹ حاصل کیا۔ دورہ حدیث کی تکمیل کی۔ درس نظامی مکمل ہوا۔ یعنی پانچ سال کے قلیل عرصہ میں بیک وقت دینی، دنیوی، طبی یونانی اور ایلوپیتھی کے کورس مکمل کئے اور فریدالدین سے ڈاکٹر فریدالدین ہوئے۔ اس طرح آپ علم وعمل کے مقام علیا پر فائز ہوکر افق عالم پر چمکے۔

لکھنو علم و ادب کا گہوارہ، شعراء کا شہر، ادیبوں کا دیس، نزاکت و بانکپن کا شہر، جوشکیل مینائی کا شہر تھا، امیر مینائی کا شہر تھا۔ شعر و ادب کی چاشنی سے اس کے در و دیوار بھی آشنا تھے۔ ایسے ماحول میں ڈاکٹر فریدالدینؒ شعر و ادب کی لطافتوں سے کس طرح ناآشنا رہ سکتے تھے۔ چنانچہ آپ نے شکیل مینائی کی شہرہ آفاق شخصیت سے محبت کا خراج وصول کیا، شاعری میں اُن سے تلمذ کیا، اصلاح لی، لکھنو کے مشاعرے لوٹے اور پھر لکھنو کا کوئی مشاعرہ ایسا نہ ہوتا جس میں چوٹی کے شعراء شریک ہوں اور ان میں ڈاکٹر فریدالدین شامل نہ ہوں۔ شاعری کی ہر صنف میں طبع آزمائی کی اور خوب کی اور بڑے بڑے نامور شعراء میں ناموری پائی۔

## عملی زندگی کا آغاز

دینی و طبی تعلیم کی تکمیل کے بعد آپ وطن واپس تشریف لے آئے اور تھوڑے ہی عرصہ بعد اپنے گھر کی بیٹھک میں ایک چھوٹا سا کلینک کھول کر اپنی عملی زندگی کا آغاز کر دیا۔ خود رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے اور دیگر بہن بھائیوں کی شادیوں کا اہتمام کیا۔ تحصیل علم اور روح کی بالیدگی کا ذوق بتدریج پروان چڑھتا گیا۔ ڈسٹرکٹ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں باقاعدہ ملازمت اختیار کر لی۔ اس دوران ضلع جھنگ کے مختلف علاقوں میں تعینات رہے۔ ہر مقام پر لوگوں کے علاج معالجہ کے ساتھ ساتھ تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ جہاں بھی آپ کی ٹرانسفر ہوتی وہیں مسندِ رشید و علم بچھا لیتے۔ سرکاری اوقات کار سے فراغت کے بعد عصر سے مغرب تک کا وقت دینی علوم کی تعلیم و تدریس کے لئے وقف کر دیا۔ تحصیل علم اور تفویضِ علم کا سلسلہ زندگی بھر جاری رکھا۔

## بیعت کے لئے تلاش و تجسس

زمانہ طالب علمی میں لکھنو قیام کے دوران غالباً 1934ء میں ڈاکٹر فریدالدینؒ قدوۃ الاولیاء حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی خدمت میں گولڑہ شریف حاضری دی۔ یہ حضرت گولڑہؒ کی عمر مبارک کا آخری زمانہ تھا۔ سردی کا موسم تھا، حضرت پیر مہر علی شاہؒ دربار کی چھت پر تشریف فرما تھے۔ آپ کے خاص مقربین و محبین میں سے دس پندرہ افراد آپ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ڈاکٹر فریدالدینؒ نے حضرت کو بیعت کے لئے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا تیڈی بیعت تھئی ہوئی اے۔ (تمہاری بیعت ہو چکی ہوئی ہے۔ ڈاکٹر فریدالدینؒ فرماتے ہیں کہ میں سمجھا شاید میری درخواست پر مطلع نہیں ہو سکے۔ لہذا دوبارہ عرض کی لیکن آپ نے پھر وہی جواب دیا۔ تیسری مرتبہ عرض کرنے پر آپ نے قدرے بلند آواز میں وہی فقرا دہرایا جس پر میں سمجھ گیا کہ میرے فیض کا حصہ کہیں اور مقدر ہو چکا ہوا ہے اور حضرت گولڑویؒ اپنے کشف اور باطنی مشاہدے کی بناء پر مجھے اس سے آگاہ فرما رہے ہیں۔

گویا ڈاکٹر فریدالدینؒ کے زمانہ طالب علمی اور دور شباب میں ہی ان کی روحانی نسبت اور حصہ فیض جس بارگاہ سے مقدر ہو چکا تھا، حضرت پیر مہر علی شاہؒ اپنے باطنی مشاہدے کی بناء پر اس سے مطلع اور آگاہ تھے۔

## خانوادۂ غوث الثقلینؓ میں بیعت

ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ اپنے مطلوب و مقصود کی تلاش میں مسلسل کوشاں و سرگرداں رہے۔ روح کی بے چینی اور خود کو کسی اللہ والے کے ہاتھ میں دینے کا اضطراب بڑھا تو 1948ء میں باقاعدہ استخارۂ بیعت کیا۔ خواب میں آپ کو بغداد شریف میں غوث الثقلین حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؓ کی بارگاہ کی طرف متوجہ کیا گیا اور خانوادۂ غوث الاعظم کے ایک عظیم چشم و چراغ اور فیضان غوثیت مآب کے امین و قسیم قطب دوراں حضرت سیدنا الشیخ ابراہیم سیف الدینؒ کی زیارت کرائی گئی۔

(آپ حضرت سیدنا الشیخ سلیمان النقیب کے فرزند ارجمند حضرت سیدنا مصطفیٰ گیلانیؒ کے نور چشم تھے۔ حضرت سیدنا الشیخ سلیمان النقیب قائد تحریک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے شیخ طریقت قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادیؒ کے دادا جان حضرت سیدنا شیخ عبدالرحمٰن ظہیرالدین المحضؒ کے بھائی اور حضرت سیدنا الشیخ علی النقیبؓ کے فرزند ارجمند تھے۔)

ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ فرماتے ہیں کہ

''میں حضرت سیدنا الشیخ ابراہیم سیف الدینؒ کی شخصیت اور آپ کے اسم گرامی تک سے واقف نہ تھا لیکن میرا حصۂ فیض عنداللہ انہی کے ساتھ خاص ہو چکا تھا۔ میں نے استخارے کے نتیجے میں زندگی میں بغداد شریف کا

یہ پہلا سفر کیا اور لامحالہ طور پر یہ سمجھ رہا تھا کہ یہی عظیم المرتبت جن کی مجھے زیارت کرائی گئی ہے یقیناً سجادہ نشین یا نقیب الاشراف ہوں گے لیکن جب دربارِ غوثیت مآب پر حاضر ہوکر نقیب الاشراف کے بارے میں استفسار کیا تو پتہ چلا کہ قدوۃ الاولیاء حضرت السید الشیخ احمد عاصم (جو شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین القادری البغدادیؒ کے حقیقی چچا تھے) نقیب الاشراف ہیں۔ میں سن کر پریشان ہوا کہ مجھے جس ہستی کی زیارت کرائی گئی ہے وہ تو سیدنا الشیخ ابراہیم سیف الدینؒ ہیں۔ میں نے حضرت سیدنا الشیخ ابراہیم سیف الدینؒ کے بارے میں استفسار کیا تو پتا چلا کہ وہ رشتے میں نقیب الاشراف حضرت سیدنا الشیخ احمد عاصم کے بھتیجے ہیں اور بڑے صاحبِ روحانیت، صاحبِ تصرف اور صاحبِ جلالت بزرگ ہیں (انہیں شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین القادری الگیلانیؒ کے والد گرامی حضرت الشیخ محمود حسام الدینؒ کے زیر پرورش رہنے اور اکتساب فیض کا خصوصی شرف حاصل رہا ہے)۔ میں نے آپ کی رہائش کے بارے میں پوچھا تو پتہ چلا کہ فلاں اوقات میں دربارِ غوثیت مآب میں اپنے حجرے میں آکر بیٹھتے ہیں۔ آپ مغرب کے وقت اپنے حجرے میں تشریف لائے۔ میں نے دست بوسی و قدم بوسی کے بعد مدّعا عرض کیا۔ حضرت نے کمال شفقت فرماتے ہوئے شرفِ بیعت عطا کیا''۔

اس موقع پر کئی دن ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ اپنے شیخ طریقت کی خدمت میں زیر تربیت رہے اور صحبتِ خاص میں رہ کر اکتساب فیض کیا۔

فرید ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ کا یہ معمول تھا کہ جب بھی کوئی ظاہری الجھن، باطنی مسئلہ یا کوئی اشکال درپیش ہوتا تو اسے اس کی نوعیت کے پیش نظر آقائے دو جہاں سرور کائنات ﷺ کی بارگاہ میں یا حضرت سیدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانیؓ کے حضور پیش کرتے۔ اگر معاملہ آقائے دو جہاں ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرنا ہوتا تو نماز تہجد کے بعد مدینہ طیبہ کی جانب متوجہ ہوکر قصیدہ بردہ شریف کے اشعار رو رو کر پڑھتے اور اگر معاملہ حضور غوث الاعظمؓ کی خدمت میں پیش کرنا ہوتا تو بغداد کی جانب متوجہ ہوکر گیارہ مرتبہ قصیدہ غوثیہ کا ورد کرتے اور بعد ازاں اپنا مسئلہ یا الجھن پیش کرتے۔ ڈاکٹر صاحب پر سرکارِ دو عالم ﷺ اور حضور غوث الاعظمؓ کے لطف و کرم اور نوازشات کریمانہ کا یہ عالم تھا کہ انہیں بلا تاخیر پہلی ہی رات ان عظیم بارگاہوں سے راہنمائی عطا ہوجاتی۔

## قائد انقلاب کی ولادت کیلئے دعا

1948ء میں جب آپ کو پہلی دفعہ حرم کعبہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا تو وہاں رات کے پچھلے پہر طواف کعبہ کے بعد مقام ملتزم پر غلاف کعبہ کو تھامتے ہوئے آنسوؤں کی برسات میں دل کی تمنا زبان سے دعا بن کر نکلنے لگی۔ ''باری تعالیٰ ایسا بچہ عطا کر جو تیری اور تیرے دین کی معرفت کا حامل ہو، جو دنیا اور آخرت میں تیری بے پناہ عطا و رضا کا حقدار ٹھہرے اور فیضان رسالتمآب ﷺ سے بہرہ ور ہوکر دنیائے اسلام میں ایسے علمی وفکری اور اخلاقی و روحانی انقلاب کا داعی ہو جس سے ایک عالم متمتع ہوسکے''۔

فرید ملت نے 1948ء میں طواف کعبہ کے مقام ملتزم پر کھڑے ہوکر غلاف کعبہ کو تھامے ہوئے جو دعا کی تھی، بارگاہ الٰہی میں مستجاب ہوئی اور آپ کے ہاں 19 فروری 1951ء بروز سوموار بیٹا پیدا ہوا جو آج نابغہ عصر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی صورت میں قومی اور بین الاقوامی سطح پر پسی ہوئی ملت اسلامیہ کے درد کی آواز بن کر باطل استحصالی قوتوں کی سرکوبی کے لئے اپنی شبانہ روز جدوجہد میں مصروف عمل ہیں۔

حضرت فرید ملتؒ جس خزینہ معرفت سے اللہ تعالیٰ کے خصوصی لطف و کرم کے ذریعے فیضیاب ہوکر

روحانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوچکے تھے، آپؒ کی دلی خواہش تھی کہ یہ دولتِ عظمیٰ ان کے فرزند دلبند کو بھی نصیب ہو۔ اس لئے انہوں نے قائد انقلاب کو بچپن ہی سے باقاعدہ اور مسلسل تربیتی مراحل سے اپنی نگرانی میں گزارا۔ اپنی صحبت و تربیت کے زیر اثر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے عشق و محبت دین اسلام کی چاہت و رغبت روحانی اعمال و احوال کے ساتھ قلبی لگاؤ یہ تمام چیزیں بچپن ہی سے ان کے اندر راسخ کردی تھیں۔

فرید ملت حضرت ڈاکٹر فریدالدینؒ کی مجاہدوں، ریاضتوں، زیارتوں اور روحانی و دینی علوم کے حصول کے لئے بھرپور اور ہمہ وقت متحرک چھپن سالہ حیات کا بنظرِ عمیق جائزہ لیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان کے سامنے مسلمانان عالم کی اللہ کے دین سے بے توجہی کا راز منکشف ہوچکا تھا۔ وہ نبض شناس ملت کی حیثیت سے ملت اسلامیہ کے اصل روگ اور مرض کی تشخیص کرچکے تھے اور اس کے مکمل علاج کے لئے ہی بارگاہ ایزدی سے ایسے مسیحا کے حصول کی دعا کی تھی جو باہمی تعصّبات و اختلافات کے روگ میں گرفتار ملت کو اس کی عظمت رفتہ کی طرف لوٹانے کی جدوجہد کی شاہراہ پر گامزن کردے۔ یہی سبب ہے کہ اپنے دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی التجاؤں اور خشوع و خضوع سے مانگی گئی دعاؤں کے ثمر ''محمد طاہر'' کی آبیاری کرنے اور پروان چڑھانے کا اہتمام بطریق احسن کرنے میں لگے رہے۔ کیونکہ یہی وہ گوہر مقصود تھا جس کو پانے کے لئے انہوں نے مقام ملتزم پر کھڑے ہوکر غلاف کعبہ کو تھام کر اپنے مولا کے حضور رو رو کر دست سوال دراز کیا تھا۔ یوں لگتا ہے کہ وہ اس بچے کی ہمہ جہت تربیت کرنے کی خواہش سے لبریز ہوچکے تھے۔ آپ کی روحانی بصیرت پوری طرح بھانپ چکی تھی کہ ملت کی طوفانوں میں گھری ہوئی کشتی کو ساحل مراد ان کے اسی فرزند ارجمند کے ہاتھوں نصیب ہوگا۔ اپنی امیدوں کے اس مرکز کو روحانی، علمی، اخلاقی اور دینی سرمایہ منتقل کرنے کے لئے پہلے خود کو مختلف روحانی و دینی بارگاہوں سے بدرجہ اتم مستفیض کیا۔ ان فیض کے چشموں اور اولوالعزم برگزیدہ ہستیوں کی بارگاہوں میں پلٹ پلٹ کر حاضریاں دیں اور اپنے اللہ کے حضور بے پایاں فیوض و برکات کے لئے رو رو کر دعائیں مانگیں۔ آپ بڑے بھرپور طریقہ اور خصوصی توجہ کے ساتھ اپنے اس بیٹے ''محمد طاہر'' کو روحانی و دینی سرمایہ منتقل کرنے میں ہمہ تن مصروف عمل رہے۔

شعورِ مقصدیت ایک عظیم نعمت ہے اور بامقصد زندگی گزارنے والا نہ صرف اپنی زندگی میں ایک تحریک ہوتا ہے بلکہ موت سے ہم آغوش ہوکر بھی لاکھوں زندگیوں کو مقصدیت کی نعمت عطاء کرجاتا ہے۔ حضرت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ کا شمار یقیناً انہی ہستیوں میں ہوتا ہے جنہوں نے زندگی کو زندوں کی طرح گزارا اور جب اس دنیا سے رخصت ہوئے تو اس امت کو ایک ایسا گوہر نایاب دے گئے جو ایک جہان کو زندہ کررہا ہے۔ حضرت فرید ملتؒ نے اپنی پوری زندگی کا ماحصل ایک شخصیت کی صورت میں ہمیں دیا اور اس فرزند ارجمند کی تربیت کچھ اس انداز سے فرمائی کہ اب وہ ایک شخصیت نہیں بلکہ ایک تحریک ہے جو منتشر ملت کو یکجا کررہی ہے۔۔۔ ایک جذبہ ہے جو ہر دل میں ولولہ پیدا کررہا ہے۔۔۔ ایک نور ہے جو ہر سو اجالا بکھیر رہا ہے۔۔۔ اور ایک انقلاب ہے جس سے باطل اور طاغوتی قوتوں کے ایوان تھرتھرا رہے ہیں۔

فرید ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ کو خراج تحسین پیش کرنے کا اس سے بہتر اور موثر دوسرا کوئی طریقہ نہیں کہ خون دل دے کر اس پودے کو سینچیں جس کی آبیاری خود انہوں نے خونِ جگر سے کی ہے۔

# شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری اور
# جدید منتظمیت (Modern Management)

صاحبزادہ مسکین فیض الرحمان درانی☆

جدید منتظمیت دورِ حاضر کی ماڈرن سائنسز کا ایک بہت اہم شعبہ ہے۔ جس کی افادیت اظہر من الشمس ہے۔ موجودہ جدید دور زندگی میں ہر ادارہ اور ہر شخص کو اس کی ضرورت ہے۔ معمولی تجارتی کاروبار سے لے کر دنیا کی بڑی بڑی کمپنیاں، کارخانے، انڈسٹری، بینکنگ سیکٹر کا بنیادی ڈھانچہ شعبہ منتظمیت (Management) پر قائم ہے۔

## جدید منتظمیت پر شیخ الاسلام کی خدمات

شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری نے انسانی زندگی کے معروف شعبہ ہائے حیات کے تقریباً ہر پہلو پر علمی اور تحقیقی مباحث کی ہیں۔ آپ نے عالم اسلام کے معاشرتی، اخلاقی، اقتصادی، معاشی اور سیاسی حالات کا تجزیہ کرکے نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام نوع انسانی کو درپیش مسائل کے حل کے لیے قابل عمل تجاویز دنیا کے سامنے پیش کی ہیں۔ لاکھوں لوگوں نے آپ کو پڑھا، آڈیو ویڈیو سی ڈیز کے ذریعے آپ کو سنا اور دیکھا۔ آپ کے ناظرین، سامعین اور ناقدین میں دنیا کے ہر مکتبہ فکر اور شعبہ زندگی سے متعلق افراد شامل ہیں۔ دنیا بھر کے لاکھوں افراد بلاتمیز مذہب، ملت، رنگ، نسل اور زبان، شیخ الاسلام کی کتب اور خطابات سے استفادہ کرتے ہیں۔ طلبہ و طالبات کے علاوہ اساتذہ اور علما و مشائخ بھی آپ کے کام سے مستفید ہوتے ہیں۔ گزشتہ چار دہائیوں سے آپ کے علمی اور تحقیقی کام کے مشہور موضوعات، قرآن اور علوم القرآن، حدیث مبارکہ، ایمانیات و عبادات، اعتقادات، سیرت و فضائل نبوی، ختم نبوت و تقابل ادیان، فقہیات، تعلیمات، اخلاق و تصوف، شخصیات، اسلام اور سائنس، حقوق انسانی اور عصریات رہے ہیں۔ سینکڑوں کتب کے علاوہ ہزاروں سی ڈیز میں شیخ الاسلام کے نایاب خطابات موجود ہیں۔

منتظمیت، انتظام کاری، اس کے مختلف وظائف اور انسانی رویّوں پر گفتگو شیخ الاسلام مدظلہ کے لیے ہمیشہ دلچسپی کا باعث رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مذکورہ موضوعات کے علاوہ ماڈرن سائنسز اور جدید منتظمیت پر بھی شیخ الاسلام کے بے شمار خطابات موجود ہیں۔ بلاشبہ یہ خطابات نہ صرف تحریک کے رفقاء و اراکین کے علاوہ ملک عزیز کے عوام و خواص بلکہ مختلف ریاستی اداروں کو چلانے والے حکام وعمّال کے لیے بھی بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ قرآن و حدیث اور علوم اسلامیہ کی روشنی میں ماڈرن مینجمنٹ، پبلک ایڈمنسٹریشن اور انسانی رویوں کے علوم (behavioural sciences) پر ملک عزیز کے

☆ مرکزی امیر منہاج القرآن انٹرنیشنل

موقر ریاستی تربیتی اداروں، نیپا اور رورل اکیڈمی کے علاوہ اندرون اور بیرون ملک آرمڈ فورسز کی اکیڈمیوں اور بین الاقوامی یونیورسٹیوں میں بھی آپ نے تربیتی لیکچرز دیئے جنہیں بے حد سراہا گیا۔

یہ امر پیش نظر رہے کہ شیخ الاسلام شروع سے لے کر آج تک ''منتظمیت'' کے وظائف کی توضیح و تشریح قرآن و حدیث کے احکامات و فرمودات کے حوالے سے کرتے ہیں اور یہ دیکھ کر آج کے جدید دور کے ماہرین منتظمیت اور صاحبانِ علم وحکمت دنگ رہ جاتے ہیں کہ قرآن حکیم کے مختلف قصص و اساطیر اور آیات ربانی میں ماڈرن سائنسز اور مینجمنٹ کے واضح علوم کی تشریح اور توضیح کس قدر موجود ہے۔

## منہاج القرآن میں منتظمیت کے چند مظاہر

منتظمیت کے موضوع پر جہاں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے خطابات انتہائی اہمیت کے حامل ہیں وہاں آپ کے زیر سرپرستی چلنے والے جملہ اداروں میں موجود نظم ونسق آپ ہی کی منظّم شخصیت کے عکاس ہیں۔ اس حوالے سے اگر صرف منہاج القرآن کی مشاورتی مجالس ہی کا جائزہ لیا جائے تو وہاں منتظمیت اپنے اعلیٰ درجات پر فائز نظر آتی ہے۔

منہاج القرآن انٹرنیشنل کے موقر ترین مشاورتی مجالس؛ شوریٰ عام اور شوریٰ خاص ، جس میں ملک عزیز پاکستان بلکہ دنیا بھر کے تمام براعظمی تنظیمات کے رفقاء اور اراکین کے منتخب نمائندگان سال میں دو بار مرکزی سیکرٹریٹ لاہور پاکستان میں شرکت کرتی ہیں۔ ان مجالس میں اراکین شوریٰ تنظیمات اور مرکزی تنظیم کی ششماہی اور سالانہ کارکردگی کا جائزہ لیتے ہیں، اس پر بحث وتمحیص اور نقد و جرح ہوتی ہے۔ اجلاس کے آخری ایام میں شیخ الاسلام کی تنظیمی اور انتظامی معاملات پر مفصل گفتگو سے بھی اراکینِ شوریٰ استفادہ کرتے ہیں۔

شوریٰ کے دونوں ایوانوں کے اجلاس تنظیمی اور انتظامی لحاظ سے یوں منفرد ہوتے ہیں کہ ان میں موجود ہر فرد یہ حق رکھتا ہے کہ وُہ اپنی تنظیم کے علاوہ مرکزی ، براعظمی، ملکی، صوبائی اور ضلعی سطح کے ہر شعبہ ، فورم اور عہدیدار کے حقوق وفرائض کی روشنی میں اس کی کارکردگی کو زیر بحث لائے اور بمصداق ''صلائے عام ہے یارانِ نکتہ دان کے لیے!'' پوری آزادی سے کسی بھی معاملہ، مسئلہ اور قضیہ پر کھل کر اپنی رائے کا اظہار کرے۔

سوال و جواب کی اس نشست کی صدارت شیخ الاسلام مد ظلہٗ بہ نفسِ نفیس فرماتے ہیں۔ آپ کی عدم موجودگی میں چیئرمین سپریم کونسل یا صدر ادارہ منہاج القرآن یا مرکزی امیر تحریک آپ کی نیابت کرتے ہیں۔ شوریٰ کے ان خصوصی اجلاس میں مرکزی ناظم اعلیٰ، شعبہ جاتی ناظمین اورمرکزی فورمز کے صدور اور سربراہان اراکین شوریٰ کے سامنے ششماہی اور سالانہ کارکردگی رپورٹ پیش کرتے ہیں۔

صوبائی اور اس کے تحت مختلف سطحوں کی مقامی تنظیمات جو منہاج القرآن انٹرنیشنل کی حقیقی بنیادی عوامی تنظیمات(botom-line management) ہوتی ہیں۔ان کے منتخب اراکین شوریٰ؛ مرکزی نظامتِ عُلیا، مرکزی فورمز کے ناظمین اور سربراہان کے رُو برو، ہر قسم کے تنظیمی اور انتظامی مسائل(problems)، ان کے اسباب وعلل اور تعمیل وتکمیل کے معاملہ پر حقیقتِ حال تک رسائی کے لیے نقد و جرح کرتے ہیں اور قائد تحریک شیخ الاسلام اور صاحبزادگان کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار بلاکم وکاست کرتے ہیں۔

مرکزی قائدین، ناظمین اور شعبہ جاتی سربراہان ان نشستوں میں ہر قسم کے اٹھائے گئے سوالات کا جواب دینے کے پابند ہوتے ہیں۔بعد ازاں، ان

نشستوں میں ہونے والے فیصلہ جات کی روشنی میں ادارہ تحریک کے مستقبل کی پالیسی، لائحہ عمل اور حکمت عملی طے کی جاتی ہے اور جہاں مناسب تغیّر و تبدل کی ضرورت ہوتی ہے وہاں متبادل منصوبوں (alternative planes) کی منظوری دی جاتی ہے۔

## شیخ الاسلام کی ہمہ جہتی خدمات کا اعتراف

کسی کے کام پر تحریر وتقریر کرنے کا عام قاعدہ اور کلیہ یہ ہے کہ لکھنے یا بات کرنے والا اپنی تحریر وتقریر میں فی الحقیقت صاحب تحریر وتقریر کے بارے میں اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرتا ہے، وہ اپنی بصارت وبصیرت اپنی سوچ،فکر اور زاویہ نگاہ سے بحیثیت ناظر لکھتا اور بات کرتا ہے۔ ظاہر ہے اس کی نظر، زیرِ بحث کی شخصیت کے ان گوشوں کو دیکھ رہی ہوتی ہے جو کہ اس کے سامنے اور حیطہ علم میں ہوتے ہیں۔ اُس شخصیت کے بہت سارے پہلو ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جو ناظر کے دائرہ بصارت و بصیرت سے ماوراء ہوتے ہیں۔ ناظر کیا دیکھ رہا ہے، کیا بیان کر رہا ہے اور کیا لکھ رہا ہے، یہ اس کے علم، تعلیم، تجربہ فہم و ادراک، دانش، فراست اور قیاس کی گہرائی اور گیرائی سے تعلق رکھتا ہے۔

ایک انسان کسی دوسرے انسان یا زمین پر پھیلے ہزاروں انواع واقسام کی مخلوقات بارے پورے وثوق سے ہرگز یہ دعویٰ نہیں کرسکتا ہے کہ اس نے اس انسان یا دیگر مخلوقات کی تمام ظاہری اور باطنی حقائق، اجزائے ترکیبی، ہیت و ماہیت، مزاج، خصائل، حیثیات اور حسیّات سے کما حقہٗ آگہی حاصل کرکے ان پر اظہار رائے کر رہا ہے۔ ایک انسان تو اپنے بارے میں بھی مکمل معرفت نہیں رکھتا کجا کہ وہ دوسروں کے ظاہر و باطن سے واقف ہوسکے۔ جن معلومات اور تاثرات کا اظہار وہ کررہا ہوتا ہے، وہ اس کی اپنی محدود سوچ کے مطابق ہوتا ہے ورنہ انسان کو تو خالق کائنات کے شاہکار ہونے کے ناطے احسن تقویم اور کائنات صغریٰ کہا گیا ہے۔ وہ اپنے آپ میں ایک دنیا اور انجمن ہے۔ بقول اقبالؒ

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید
کہ آرہی ہے دما دم صدائے کن فیکون

اسی طرح کسی شخصیت پر لکھنے اور بولنے والے اور نقد و جرح کرنے والے حضرات کے حقوق وفرائض اور جس بارے یا جس کے بارے لکھا اور بولا جارہا ہے اس کے حقوق وفرائض کے متعین حدود ہوتے ہیں جس کا خیال رکھنا بہت ضروری ہوتا ہے اور توازن، اعتدال، امانت اور دیانت سے صحیح حقائق کو عوام الناس کے سامنے لانا لازم ہوتا ہے۔

عصر حاضر میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے بارے یہ بات بلاخوف تردید اور پورے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ آپ کی متنوّع اور کثیر الجہت شخصیت (Multi dimentational personality) پر اب تک لکھنے والوں نے بہت کچھ لکھا اور آپ کے متعلق گفتگو کرنے والے بہت کچھ کہہ چکے ہیں۔ جس طرح آپ کے مختلف النوع علمی اور تحقیقی کام بنی نوع انسان کے تمام معروف شعبہ ہائے حیات سے متعلق ہے۔ اسی طرح آپ کے متعلق لکھنے اور بات کرنے والے بھی اپنی وسعت فکر کے مطابق آپ کے کام اور شخصیت پر لکھتے اور گفتگو کرتے رہتے ہیں۔ ان میں ہر قسم کے لکھاری، محررّین اور مقررّین موجود ہیں۔ یہ سلسلہ بحمد اللہ تعالیٰ تا دیر جاری و ساری رہے گا کیونکہ آپ کے کام کا مسلسل انتھک انداز، تحریر وتقریر کی سرعت،زورِ بیان اور جولانی قلم کی تازگی ماشاء اللہ اپنے پورے جوبن پر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عمرِ خضر عطا فرمائے۔ امید ہے کہ آپ اپنے نصب العین کی تکمیل کے لیے شبانہ روز اسی انداز و رفتار سے اپنا کام جاری رکھیں گے۔

## شیخ الاسلام کے افکارِ منتظمیت پر سلسلہ تحریر کا آغاز

منتظمیت، انتظام کاری (management) اور اس کے وظائف کے حوالے سے شیخ الاسلام نے 1980ء کی پہلی دہائی یعنی پہلی شوریٰ کے قیام سے لے کر آج تک تحریک کے رفقاء و اراکین کو بالخصوص اور امت مسلمہ کو بالعموم جن اعلیٰ تنظیمی اور انتظامی خطابات سے نوازا ہے ان کا احاطہ کرنا تو ہمارے لیے ممکن نہیں۔ زیر نظر سلسلہ تحریر میں البتہ چند خاص موضوعات اور ان کے متعلقات پر آپ کے خطابات کی تلخیص اور نچوڑ ہم قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کررہے ہیں۔

اس سلسلہ میں منتظمیت کے موضوع پر شیخ الاسلام کے سلسلہ خطابات میں درج ذیل چند اہم عنوانات ہمارا موضوع بحث ہوں گے:

۱۔ادارہ کی تشکیل اور اس کے تقاضے، اہمیت وضرورت

۲۔ ادارہ بطور امانت

۳۔ اسلامی ادارہ کی خصوصیات اور اسلامی اداروں اور دنیاوی اداروں میں بنیادی فرق

۴۔ منتظمیت کے وظائف اور عملیات (functions of management)

۵۔قیادت اور راہنمائی (Leading, Leadership)

۶۔اسلامی ادارہ کے قائدین کی پسندیدہ صفات

۷۔ قائدین کے سلبی مواصفات (negative traits) (جن سے اسلامی ادارہ کے قائدین کیلئے احتراز لازم ہے۔)

۸۔منصوبہ سازی ۹۔تنظیم سازی ۱۰۔عملہ کاری

۱۱۔انضباط و انقیاد monitoring and controlling

۱۲۔موثر ابلاغ کاری effective communication

۱۳۔ دعوت وترغیب ۱۴۔موثر ترغیباتی عمل

بطور ’’تحفۂ درویش برگ سبز‘‘ جو ریزہ خوری اور خوشہ چینی اپنی کم مائیگی کے باوصف ہم نے کی، وہ تمام آئندہ ماہ سے اس سلسلہ تحریر کے ذریعے قارئین تک پہنچانے کی سعی جمیلہ کررہے ہیں۔ ان مضامین میں تیکنیکی، فنی، علمی اور ادبی لحاظ سے جو نقائص سامنے آئیں، وہ مسکین ناچیز کی طالبعلمانہ کوتائیوں کا شاخسانہ ہوگا جس کے لیے پیشگی معذرت پیش کی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ شیخ الاسلام کے زور خطابت اور جولانی طبع کے مطابق ہم وہ سب کچھ کماحقہٗ قارئین کے سامنے پیش کرنے سے قاصر ہیں جو آپ اپنی شیریں کلامی سے بڑی آسانی سے قارئین کے اذہان وقلوب میں کرشماتی طور پر (chaismatically) منتقل کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ جدید منتظمیت (Modern Management) کے اس موضوع پر شیخ الاسلام کے ان علمی وفکری شاہپاروں کے کماحقہٗ ابلاغ کے لئے مجھے شرح صدر عطا فرمائے۔

گِلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دستِ محبوبے بہ دستم
بدُو گفتم کہ مُشکِ یا عبیرے
کہ از بُوئے دِلِ آویز تو مَستم
بگفتہ مَن گِلے نا چیز بودم
ولیکن مدتے بہ گُل نشستم
جمالِ ہم نشین دَر من اثر کرد
وگرنہ من ہمہ خاکم کہ ہستم

’’ایک دن حمام میں ایک دوست کے ہاتھ سے ایک خوشبو دار مٹی میرے ہاتھ میں آئی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو مُشک ہے یا عبیر ہے کیونکہ میں تیری دلکش خوشبو سے مست ہوگیا ہوں۔ اس نے کہا کہ میں ایک ناچیز مٹی تھی لیکن ایک زمانہ تک میں پھول کے ساتھ رہی ہوں۔ محبوب کا حسن مجھ پر اثر انداز ہوا، ورنہ میں تو بس وہی خاک کی خاک ہی تھی یعنی کچھ نہ تھی‘‘۔

(شیخ سعدی شیرازی)

# ملکی حالات و واقعات

**حقائق کیا کہتے ہیں؟**

اس سلسلہ تحریر میں ملکی سطح پر گذشتہ ماہ پیش آنے والے حالات و واقعات پر ایک تجزیہ پیش کیا جائے گا اور اس تناظر میں ان واقعات کے حقائق جانیں گے کہ ایسا کیوں ہوا؟ ذمہ دار کون ہے؟ خرابی کا تدارک اور حالات کی بہتری کیونکر ممکن ہے!

عین الحق بغدادی ☆

## 10 کھرب 64 ارب خسارے کا بجٹ

2016-17ء کے وفاقی بجٹ کا مجموعی حجم 48 کھرب 94 ارب 90 کروڑ ہے جو مالی سال 2015-16ء کے مقابلے میں 10 فیصد زیادہ ہے۔ بجٹ دستاویز کے مطابق آئندہ مالی سال میں آمدن کا تخمینہ 27 کھرب 79 ارب 69 کروڑ روپے ہے جبکہ اخراجات کا تخمینہ 38 کھرب 43 ارب 98 کروڑ لگایا گیا ہے۔ اس طرح یہ بجٹ 10 کھرب 64 ارب 29 کروڑ روپے خسارے کا بجٹ ہے۔

پاکستان عوامی تحریک کے قائد ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے وفاقی حکومت کے بجٹ کو ناکام قرار دیتے ہوئے کہا کہ حکومت کے وسائل اپنے ہیں نہ پالیسیاں۔ حکومت نے چوتھا بجٹ بھی آئی ایم ایف کی ڈکٹیشن پر پیش کیا ہے۔ لگتا ہے آئی ایم ایف پاکستان کی معاشی پالیسیاں بناتا ہے۔ اس بجٹ سے حکومت کے کشکول کا سائز بڑا اور خودکشیوں میں اضافہ ہوگا۔ اس بجٹ میں غریب کو روٹی، تعلیم اور صحت دینے کیلئے کوئی ٹھوس پلان پیش نہیں کیا گیا اور نہ بیرونی قرض کم کرنے کی کوئی پالیسی ہی وضع کی گئی۔

قرضے کو جی ڈی پی کے پچاس فیصد لانے کی بات کی گئی جب کہ حکومت کے ماضی کے 3 سالوں میں قرض کی شرح بڑھ کر جی ڈی پی کے 64 فیصد تک پہنچ چکی ہے۔ اگر قرض لینے کی یہ رفتار برقرار رہی تو 2019ء میں قرض، ٹوٹل جی ڈی پی کے برابر ہو جائے گا۔ جب بیرونی قرض اور جی ڈی پی برابر ہو جائے تو ملک دیوالیہ ہو جاتا ہے یعنی اس وقت ہمارے گھر میں جو کچھ بھی پڑا ہو گا وہ کسی کی امانت ہو گی۔ ہم اس کے متبادل پیسے لے کر کئی آف شور کمپنیاں بنا چکے ہوں گے۔ ملازمین کی تنخواہوں میں جو چند ٹکے کا اضافہ ہوگا وہ غریب اسی میں خوش ہوجائیں گے لیکن ان کی آڑ میں کرپٹ حکمرانوں کو اپنے اکاؤنٹ بھرنے کا ایک اور موقع مل جائے گا۔

## ترقیاتی بجٹ

ترقیاتی بجٹ 800 ارب رکھا گیا ہے جو کہ آئی ایم ایف کی ہدایت پر کم کیا گیا ہے۔ جتنا بجٹ ترقیاتی کاموں کیلئے مختص ہوا ہے وہ بھی کرپشن کی نظر ہو جاتا ہے۔ پوری قوم جانتی ہے کہ ترقیاتی بجٹ یا تو سیاسی بنیادوں پر اپنے لوگوں کو دیا جاتا ہے یا ایسی کمپنیوں کو ٹھیکے دیئے جاتے ہیں جن سے کسی نہ کسی طرح اپنے مفادات وابستہ ہوں۔ زیادہ تر ترقیاتی کام ان ایریاز میں کروائے

☆ (ڈپٹی ڈائریکٹر میڈیا سیل PAT، MQI) ainulhaq70@gmail.com

جاتے ہیں جہاں حکمرانوں کے اپنے مفادات ہوں۔ جیسے پنجاب کا ترقیاتی بجٹ کا زیادہ حصہ لاہور میں صرف ہوتا ہے اور اندرون پنجاب سڑکوں پر گاڑی چلانا تو کجا پیدل چلنا بھی مشکل ہے۔ اگر حکمرانوں کے مری جانے کے راستے میں پہاڑوں میں بل کھاتی روڈ آڑے آرہی ہو تو بادشاہ سلامت پہاڑ کٹوا کر موٹروے بنوا دیتے ہیں مگر مری سے آگے مظفر آباد تک کئی جگہوں سے لوگ پیدل روڈ کراس کرنے پر مجبور ہیں مگر حکمران ان مفلوک الحال لوگوں کے لئے ترقیاتی منصوبے بنانے کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اس لئے کہ انہیں عوام کے حقیقی فلاحی منصوبوں سے کوئی غرض ہی نہیں ہے۔

## تعلیمی بجٹ

کسی بھی ملک کی ترقی کا بڑا انحصار اس ملک کی تعلیمی پالیسیز پر ہوتا ہے۔مگر اس حکومت کی سنجیدگی اور حب الوطنی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ پچھلے سال کے مقابلے میں تعلیمی بجٹ میں کمی کر کے 84 بلین سے 76 بلین کر دیا ہے۔ فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے تعلیمی اداروں کا برا حال ہے۔ اساتذہ جو قوم کے معمار ہیں کلاس روم کے بجائے اپنے حقوق کیلئے سڑکوں پر ہیں۔ اس تاجر حکومت نے قومی اداروں کا دیوالیہ کر کے لوٹ سیل لگانے کے بعد اب تعلیمی اداروں کو بھی من پسند افراد کے ہاتھوں فروخت کرنا شروع کر دیا ہے۔ غربت کی وجہ سے پچاس فیصد بچے پہلے ہی سکول جانے کے بجائے دو وقت کی روٹی کمانے میں والدین کا ہاتھ بٹارہے ہیں۔ اوپر سے تعلیمی بجٹ میں کمی اس حکومت کی تعلیم کے فروغ کے لئے کی جانے والی کاوشوں پر سوالیہ نشان ہے۔

## شرحِ غربت میں اضافہ

الفاظ کے ہیر پھیر اور جھوٹ کے ماہر حکمران اپنے بجٹ میں غربت کی شرح 9 فیصد بتاتے ہیں جو کہ 2001ء میں 64 فیصد تھی۔ پچھلے اٹھارہ سال سے جب ملک میں مردم شماری ہی نہیں ہونے دی جارہی تو غربت کا تناسب مردم شماری کے بغیر نکالنا محال ہے۔ لازمی بات ہے یہ تناسب وزارتِ خزانہ کے منشیوں نے اپنے خواب و خیال کے مطابق ہی نکالا ہو گا۔ غربت کی شرح اتنی کم تو 2002ء سے 2008ء میں بھی نہیں ہوئی جب پاکستان میں شرح نمو (GDP) 8 فیصد کی بلند ترین سطح تک پہنچ گئی تھی جو بعد کی حکومتوں میں کم ہوتے ہوتے 4 فیصد سے بھی نیچے آ گئی تھی۔حکومت کا دعویٰ ہے کہ معاشی شرح نمو 4.71 فیصد ہے جبکہ سوشل پالیسی اینڈ ڈویلپمنٹ سنٹر کی جانب سے معاشی شرح نمو 3.1 فیصد بتائی گئی ہے۔ گویا حکومت جی ڈی پی ،بیروزگاری اور لوڈشیڈنگ سے متعلق جھوٹ بول کر وقت گزار رہی ہے۔سولہ، سولہ گھنٹے کی لوڈشیڈنگ موجودہ حکومت کی ''کامیابیوں'' کی داستان سنارہی ہے۔شاید وزیر خزانہ غریب اس شخص کو کہتے ہوں جس کی زندگی بھوک کی وجہ سے آخری سانس لے رہی ہو۔

## زرعی بجٹ

پاکستانی معیشت کا بڑا انحصار زراعت پر ہے جبکہ اس بجٹ میں زرعی شعبے کو سراسر نظر انداز کیا گیا ہے اور اس کا نتیجہ معاشی بربادی کی صورت میں سامنے آیا ہے۔گندم، چاول اور کپاس کا کاشتکار حکومت کی ظالمانہ پالیسیوں کا شکار ہے۔ کپاس کی فصل سے ملک کے زرمبادلہ میں خاطر خواہ اضافہ ہوتا ہے۔ کپاس کے کاشتکاروں کے ساتھ حکومت کے غیر مناسب رویے کی وجہ سے کپاس کی پیداوار میں خاطر خواہ کمی ہوئی جس سے ہماری برآمدات بری طرح متاثر ہوئی ہیں۔

زرعی شعبے کو بہتر بنانے کیلئے ضروری ہے کہ حکومت کسانوں کو سستی بجلی، سستا ڈیزل، معیاری و سستا بیج

اور سستی کھادیں مہیا کرتی جس سے تمام کسان مساوی فائدہ اٹھاتے اور زراعت میں بہتری آتی مگر کیونکہ حکومت کو ہر معاملے میں سیاسی مفادات عزیز ہوتے ہیں۔ اس لیے کسانوں کی اشیاء ضرورت سستی کرنے کے بجائے 342 ارب روپے کا کسان پیکج دے کر سیاسی ڈرامہ رچایا گیا، جس کا مقصد بلدیاتی الیکشن اور متعدد ضمنی انتخابات جیتنا ہے۔ اگر فی الواقع یہ پیکج برابری کی سطح پر کسانوں کی فلاح و بہبود کیلئے ہوتا تو کسان کئی روز تک مال روڈ پر سراپا احتجاج نہ ہوتے۔ جس حکومت کی سیاسی پالیسیوں نے دہقاں کو کھیت کھلیان سے نکال کر سڑکوں پر لا کھڑا کیا ہے وہاں قوم فاقہ کی وجہ سے خودکشی پر مجبور نہ ہو تو کیا کرے۔ موجودہ حکومت کے دور میں زراعت اور پیداواری شعبہ تباہ حالی کا شکار ہے جبکہ بجٹ میں اس کی بحالی کا کوئی ٹھوس منصوبہ نہیں۔

## قرضوں کی ادائیگی

قابل افسوس امر یہ ہے کہ تعلیم، زراعت، ترقیاتی منصوبے حتی کہ دفاع سے بھی بڑھ کر 1360 ارب روپے سعودی قرضوں کی ادائیگی کیلئے مختص کیے گئے ہیں۔ گزشتہ 9 ماہ کے دوران حکومت قرضوں اور سود کی ادائیگی کی مد میں 13 کھرب 71 ارب ادا کر چکی ہے اور 10 کھرب کا بجٹ خسارہ بھی نئے قرضوں سے پورا کیا جائے گا۔ ملک پہلے سے 65.5 ارب ڈالر کے بیرونی قرضوں کے بوجھ تلے ہے اور پاکستان میں پیدا ہونے والے ہر بچے کو ماضی کی ان کرپٹ حکومتوں کی طرف سے ایک لاکھ 10 ہزار روپے قرض کا فوری تحفہ ملتا ہے۔ اب یہ ہمارا المیہ ہے کہ ہم پیدا بھی مقروض ہوتے ہیں، زندگی بھی قرض کے بوجھ تلے گزارتے ہیں اور مرتے بھی مقروض ہیں۔

## قرض کا استعمال کیا ہے؟

مگر ذرا سوچیے! ہمیں اس نہج پر پہنچانے والا کون ہے؟ ہمارے نام پر کون، کن شرائط پر کتنا قرضہ لیتا ہے؟ معلوم نہیں مگر بربادی تو تب شروع ہوتی ہے جب ہمارے نام سے لیا ہوا قرضہ حکمران طبقے کی عیاشیوں اور آف شور کمپنیوں کی نذر ہوتا ہے۔ قرض کی 78 فیصد رقم غیر قانونی ترقیاتی منصوبوں اور حکومتی اخراجات پر خرچ ہوتی ہے۔ سرکلر ڈیٹ کا حجم 600 ارب روپے تک پہنچ گیا ہے مگر موجودہ بجٹ میں یہ اعداد و شمار کہیں دکھائی نہیں دیتے۔ غربت ختم کرنے کیلئے بجٹ میں تھوڑی رقم رکھی گئی ہے جبکہ پلوں، سڑکوں اور میٹرو کی تعمیر کیلئے زیادہ فنڈز مختص ہیں۔ موجودہ حکومت کے دور میں واٹر سپلائی، ماحول، سیوریج اور منصوبہ بندی کے بجٹ میں 50 فیصد کمی ہوئی ہے جبکہ بجٹ میں 57 فیصد اور دیہی ترقی کے بجٹ میں 300 فیصد کمی واقع ہوئی ہے۔

☆ اس بجٹ کے ذریعے مزدور کی تنخواہ 14 ہزار مقرر کر کے غریب کا گلہ گھونٹا گیا ہے۔ قائد تحریک ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا سوال ہے کہ وزارتِ خزانہ کے سرکردہ افراد 14 ہزار میں غریب آدمی کا ایک ماہ کا بجٹ بنا کر دکھائیں۔ اعداد و شمار کے داؤ پیچ جاننے سے بجٹ نہیں بنتے بلکہ بجٹ کا عوام دوست ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اگر بجٹ میں پیش کیے جانے والے اعداد و شمار درست ہیں تو اس کے ثمرات نظر کیوں نہیں آ رہے۔

☆ انرجی کرائسز سے نمٹنے کیلئے بجٹ کا ایک بڑا حصہ مختص ہے مگر لوڈشیڈنگ آج بھی دیہی علاقوں میں 16/16 گھنٹے ہو رہی ہے۔ اساتذہ سڑکوں پر ہیں۔ ینگ ڈاکٹرز اور نرسیں آئے دن احتجاج کیوں کر رہے ہوتے ہیں؟ کسان پیکج کے باوجود کسان سڑکوں پر کیوں ہیں؟ آخر کوئی تو وجہ ہوگی۔ جو وجہ ہمیں سمجھ آ رہی ہے وہ یہ ہے کہ اِس مسلط طبقہ کے بنائے گئے تمام بجٹ صرف اعداد و شمار کا کھیل ہوتے ہیں۔ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

☆ بجٹ کے جھوٹے اعداد و شمار کی ایک مثال ایکسپورٹرز کے 230 ارب روپے کے انکم ٹیکس ریفنڈ کی

اماؤنٹ ہے جس کی ادائیگی کا وعدہ 31 اگست 2016ء کا تھا مگر بجٹ میں اس ادائیگی کیلئے کوئی رقم مختص ہی نہیں۔ بجٹ کمیٹی نے وفاقی حکومت کو رینٹل انکم پر ٹیکس کی شرح 15 فیصد سے کم کر کے 10 فیصد کرنے کی تجویز دی تھی مگر حکومت نے اسے 15 فیصد سے بڑھا کر 20 فیصد کر دیا۔ اب کرایے کی مد میں حاصل ہونے والی آمدنی سے گزارہ کرنے والے سفید پوش شہریوں پر جب 20 فیصد ٹیکس کا بوجھ پڑے گا تو یہ انہیں ٹیکس چوری کی ترغیب دے گا۔

☆ ملک بھر کے 35 لاکھ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں 10 فیصد اضافہ سنگین مذاق ہے۔

☆ تعمیراتی سازو سامان جو پہلے ہی غریب کی دسترس سے باہر ہے مزید مہنگا کر دیا گیا ہے جس سے مہنگائی سے تنگ آئے ہوئے لوگ اپنے گھروں کی مرمت کرنے سے بھی محروم ہوگئے ہیں۔

بجٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے قائد تحریک کا کہنا تھا کہ عوام کو خوشی گاڑیاں مہنگی کرنے سے نہیں بلکہ روٹی اور ضروریات زندگی سستی کرنے سے ملے گی، جو اس حکومت کا مقصد ہی نہیں۔ پانامہ کے ڈاکوؤں کو غیر ملکی قرضے تو مل سکتے ہیں مگر سرمایہ کاری نہیں کیونکہ جن حکمرانوں کی اپنی دولت بیرون ملک پڑی ہو ان کے کہنے پر کوئی غیر ملکی اپنا سرمایہ پاکستان کیوں لائے گا؟ حکمرانوں نے پہلے بھی محاصل کی وصولی ،صنعتی و زرعی پیداوار کے جتنے بھی اہداف مقرر کیے تھے وہ کرپشن اور نااہلی کی نذر ہوگئے جبکہ اب نئے دعوے اور نئے جھوٹ کے ساتھ دوبارہ آگئے ہیں۔ بالآخر حکومت اپنی آڑھت اندرونی و بیرونی قرضوں سے ہی چلائے گی۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر آج پاکستان 65 ارب ڈالر کا مقروض ہے تو پاکستان کا 200 ارب ڈالر صرف سوئس بینکوں میں پڑا ہے۔ باقی آف شور کمپنیوں، دبئ کی پراپرٹی اور گھروں کے تہ خانوں میں کتنی رقم ہے، اس کا ابھی اندازہ لگانا مشکل ہے۔ سوال پھر وہی کہ یہ پیسہ کس کا ہے؟ کیا یہ حکمران طبقے کے آباؤ اجداد کی کمائی ہے یا قوم کا لوٹا ہوا پیسہ۔۔۔ مگر کیا کریں ہم منگتے ہیں، ہمارا کام بھیک مانگنا ہے۔ ہم اپنا حق لینا نہیں جانتے کیونکہ حق لینے کیلئے پہلے حق کی پہچان ضروری ہے۔ ہمارا تعلیمی معیار اور شعور کی سطح اتنی گر چکی ہے کہ سب کچھ معلوم ہونے کے باوجود پھر انہی چوروں، لٹیروں کو اپنی تقدیر کا مالک اور اپنی اولادوں کا نگہبان سمجھتے ہیں۔

# انتقالِ پُر ملال

گذشتہ ماہ محترم سید محمد یونس المدنی (سابق امیر تحریک منہاج القرآن ضلع شرقی و ملیر کراچی) کے صاحبزادے اور محترم سید محمد عمران المدنی کے بھائی محترم سید محمد اعظم المدنی قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس سانحہ ارتحال پر منہاج القرآن علماء کونسل کراچی، لواحقین سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔

منجانب: مولانا محمد رفیق نقشبندی، ڈاکٹر محبوب الحسن شاہ بخاری، حافظ احمد بخش سیالوی، حافظ غلام غوث چشتی، ڈاکٹر محمد اویس معصومی (چیئرمین تلاش حق فاؤنڈیشن کراچی)، علامہ قاری محمد یسین (سابق خطیب جامع مسجد پی آئی اے ہیڈ آفس کراچی) ڈاکٹر میمونہ بزمی (صدر منہاج القرآن ویمن لیگ شاہ فیصل ٹاؤن کراچی) فون: 0300-2150783

# زندگی کے طوفانوں کا مقابلہ کیسے کیا جائے؟

آخری حصہ

شفاقت علی شیخ

زندگی کی کامیابی و کامرانی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ زندگی کے ضابطوں کو سمجھا جائے، اُنہیں ذہن نشین کیا جائے اور موقع بہ موقع انہیں استعمال میں لایا جائے۔ زندگی کے قوانین بے شمار ہیں جن کا مکمل احاطہ ناممکن ہے۔ تاہم زندگی کے مسائل کا سامنا کرنے کے حوالے سے زیرِنظر مضمون میں دس اہم باتوں کو زیرِ بحث لایا جارہا ہے۔ اگر ان کو لوحِ ذہن پر نقش کرلیا جائے اور روز مرہ زندگی میں ملحوظِ خاطر رکھا جائے تو زندگی میں آنے والے مصائب اور مشکلات کے طوفانوں کا مقابلہ بڑی آسانی سے کیا جاسکتا ہے۔جس کے نتیجے میں زندگی کا سفر آسان ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت خوشگوار بھی ہوسکتا ہے۔ اس مضمون کے پہلے دو حصے ماہ اپریل اور مئی 2016ء میں شائع ہوچکے ہیں جس میں ''۱۔مسائل زندگی کا لازمی حصہ ہیں۔ ۲۔ ہر مسئلے کے زندگی محدود ہوتی ہے۔ ۳۔مسائل میں مواقع۔ ۴۔ ہر مسئلہ قابل حل ہے۔ ۵۔ مسائل کے حل کی صلاحیت۔ ۶۔اپنے آپ کو مضبوط بنائیں۔ ۷۔ پرسکون رہیں۔ ۸۔ بدترین کو قبول کرلیں'' کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اس مضمون کا آخری حصہ نذرِ قارئین ہے:

## 9۔ اللہ کو ساتھ لے لیں!

زندگی کے طوفانوں کا مقابلہ کرنے کا نواں اصول یہ ہے کہ ان سے اکیلے لڑنے کے بجائے خدا کو ساتھ لے لیا جائے۔ آپ اکیلے کب تک حوادثاتِ زمانہ کا مقابلہ کرتے رہیں گے؟ تھک جائیں گے، ہار جائیں گے۔ آسان ترین حل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت ہمارے شاملِ حال ہوجائے۔ اُس ایک دروازے سے منہ موڑ کر ہمیں کتنے دروازوں کی خاک چھاننی پڑ رہی ہے۔ بقول علامہ اقبالؒ

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اور بقول ابوانیس صوفی محمد برکت علیؒ

''مجھ سے کہا ہوتا، میں کیا نہیں کرسکتا تھا، رحمت کے دریا نہ بہادیتا تو کہتا''۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دنیا دارالاسباب ہے۔ یہاں ہر کام اسباب کے پردے میں ہورہا ہے لیکن اس سے بھی تو انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ان اسباب کا کوئی خالق بھی ہے جس کے ہاتھ میں اسباب کے سرے ہیں اور وہی اسباب کی ڈوریوں کو ہلا رہا ہے۔ جب تک وہ نہ چاہے کوئی بھی نتیجہ کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے؟ قرآن مجید میں جابجا اسی حقیقت کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد فرمایا:

**وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللهُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ج وَاِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ط یُصِیْبُ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ط وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ.** (یونس،۱۰:۱۰۷)

''اور اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس

☆ Ph.D سکالر، (shafaqatalisheikh@yahoo.com)

کے سوا کوئی اسے دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تمہارے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائے تو کوئی اس کے فضل کو رد کرنے والا نہیں۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اپنا فضل پہنچاتا ہے، اور وہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے''۔

علاوہ ازیں قرآن مجید کے درج ذیل مقامات پر بھی اسی حقیقت کو واضح کیا گیا ہے:

(فاطر،۳۵:۲)، (الزمر،۳۹:۳۸)، (ھود،۱۱:۵۶)

اللہ رب العزت کے بارے اس حقیقت کا اظہار حضور نبی اکرم ﷺ نے بھی درج ذیل ارشاداتِ عالیہ کے ذریعے فرمایا:

i. **اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذاالجد منک الجد.**

''اے اللہ! جو کچھ تو کسی کو دینا چاہے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو کچھ تو کسی کو نہ دینا چاہے اسے کوئی دے نہیں سکتا اور تیرے مقابلے میں کسی کی کوشش کوئی نفع نہیں پہنچا سکتی''۔ (المعجم الاوسط،۴:۱۰۲، الرقم:۳۷۰۹)

ii. **اللھم لا یاتی بالحسنات الا انت ولا یذھب بالسیات الا انت ولاحول ولا قوۃ الا انت.**

''اے اللہ! تیرے سوا کوئی بھلائی دینے والا نہیں ہے اور تیرے سوا کوئی برائی کو دور کرنے والا نہیں ہے اور تیرے سوا کسی کے پاس کوئی طاقت اور قوت نہیں ہے''۔ (تفسیر القرطبی، سورۃ الاعراف، ۷:۲۶۶)

iii۔ **لا ملجاء ولا منجاء منک الا الیک.**

(مسند احمد بن حنبل،۴:۲۹۶، الرقم:۱۸۶۴۰)

''اللہ کے مقابلے میں نہ کوئی جائے پناہ ہے اور نہ کوئی جائے نجات مگر اللہ ہی کے پاس''۔

iv. **ان قلوب بنی آدم بین اصبعین من اصابع الرحمن کقلب واحد یصرفه کیف یشآء.**

''بے شک اولاد آدم کے قلوب، قلبِ واحد کی مانند رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں۔ جدھر چاہتا ہے اسے پھیر دیتا ہے''۔ (تفسیر ابن کثیر، سورۃ الانفال،۴:۲۹۹)

کیا مندرجہ بالا حقائق کو جان لینے کے بعد اس بات کا رتی بھر امکان بھی رہ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کو شامل کیے بغیر بھی کوئی مسئلہ حل کیا جاسکتا ہے؟

## اللہ کی مدد کا حصول کیونکر ممکن ہے؟

اب سوال یہ ہے کہ اللہ کی مدد حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ قرآن مجید نے اس کا مندرجہ ذیل ضابطہ بیان فرمایا ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط اِنَّ اللهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ. (البقرہ،۲:۱۵۳)

''اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے (مجھ سے) مدد چاہا کرو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ (ہوتا) ہے''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے کی دو شرائط بیان کی گئیں ہیں:

۱۔صبر ۲۔صلوٰۃ

۱۔صبر: جہاں تک صبر کا تعلق ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی خصوصی معیت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اب جس کو اللہ کا ساتھ میسر آجائے وہ کسی بھی مقابلے میں کیسے ہار سکتا ہے؟ لومڑی دنیا کا بزدل ترین جانور ہے لیکن اس کی پشت پر شیر کھڑا ہوجائے تو چیتے کی آنکھیں نکال سکتی ہے۔ اسی طرح جس بندہ مومن کی پشت پر ساری کائنات کا خالق اور مالک کھڑا ہوجائے وہ بپھرے ہوئے طوفانوں کا رخ موڑ سکتا ہے، پہاڑوں کا جگر کاٹ سکتا ہے، سمندروں کا سینہ چیر سکتا ہے، ستاروں پر کمندیں ڈال سکتا ہے اور ساری کائنات کو اپنے سامنے سرنگوں کرسکتا ہے۔

صبر کا مطلب ہے کہ تکلیف اور مشکل کے وقت دل میں جو تنگی اور گھٹن کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اس پر ضبط پانا۔ اچھے دنوں کے انتظار میں مشکل گھڑیوں کو حوصلے سے

گزار لینا۔ ہر حال میں امید کے دامن کو تھامتے ہوئے اپنے اندرونی سکون کو برقرار رکھنا۔

اس پر کیسے عمل کیا جاسکتا ہے؟ اگر آپ مصیبت کی طرف دیکھنے لگ گئے تو دل و دماغ میں بے چینی اور اضطراب پیدا ہونا شروع ہوجائے گا اور ہمت جواب دے دے گی لیکن مصیبت کی طرف دیکھنے کے بجائے مصیبت کے خالق کی طرف دیکھنا شروع کردیا جائے تو سکون ملنا شروع ہوجاتا ہے اور مصیبت پر صبر کرنا آسان ہوجاتا ہے۔

آرتھر آشی نے اپنی موت سے چند لمحے قبل دنیا والوں کو اپنا پیغام ان الفاظ میں دیا تھا:

''دنیا والو! تم اپنے اللہ کو کبھی نہ بتانا کہ تمہاری مصیبت کتنی بڑی ہے۔ اس کے بجائے تم اپنی مصیبت کو بتانا کہ تمہارا اللہ کتنا بڑا ہے، تم دکھ اور تکلیف سے نجات پاجاؤ گے''۔

صبر کا ایک لازمی تقاضا یہ ہے کہ زبان کو شکوہ سے محفوظ رکھا جائے۔ بقول حضرت واصف علی واصفؒ

''صبر کا مطلب ہے تکلیف ہو مگر زبان پر نہ آئے۔ تجربہ شاہد ہے کہ جن لوگوں نے اپنی تکلیفوں کا بیان لوگوں کے سامنے کیا انہوں نے اپنی تکلیفوں میں اضافہ کیا''۔

مصیبت سے بڑی مصیبت، مصیبت کا گلہ کرنا ہے اور اسے جگہ جگہ پر بیان کرتے پھرنا ہے۔ ہاں جہاں سے مداوا کی امید ہو وہاں بیان کیا جاسکتا ہے جیسے مریض کا ڈاکٹر کے سامنے اپنی تکلیف بیان کرنا یا مدعی کا جج کے سامنے کسی ظالم کے ظلم کا حال بیان کرنا وغیرہ۔

**۲۔صلوٰۃ:** نصرت خداوندی کو حاصل کرنے کی دوسری شرط صلوٰۃ ہے۔ جس کا معروف معنی نماز ہے اور دوسرا معنی دعا بھی ہے۔ جہاں تک نماز کا تعلق ہے تو یہ بندے اور خدا کے درمیان ملاقات کا بہترین اور آسان ترین ذریعہ ہے۔ ادھر آپ نماز کی نیت سے مصلے پر آتے ہیں تو ہاتھ باندھتے ہی خدا کی بارگاہ میں پہنچ جاتے ہیں۔

ہمارے ہاں اس معاملے میں عموماً الٹی گنگا بہتی ہے۔ کسی مصیبت زدہ سے پوچھا جائے کہ نماز پڑھتے ہو؟ تو وہ بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اس مسئلے کی وجہ سے ذہن ہی اتنا پریشان ہے کہ طبیعت نماز کی طرف راغب ہونے پر آمادہ ہی نہیں ہوتی۔ کتنی عجیب بات ہے کہ مصیبت کو ختم کرنے کے لئے جس دروازے کو کھٹکھٹانا چاہئے تھا انسان اسی سے دور بھاگ کر اس مصیبت کی شدت اور طوالت دونوں میں اضافہ کررہا ہوتا ہے۔

جہاں تک دعا کا تعلق ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی بے بسی کا اظہار ہے اور اس کی طاقت و قدرت کا اقرار ہے۔ نماز کی حالت میں صحیح معنوں میں بندہ مقام عبدیت پر ہوتا ہے اس لئے بندہ اس حالت میں اللہ کو بہت پیارا لگتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

**لیس شی ء اکرم علی اللہ من الدعاء.**

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ کوئی چیز بزرگی والی نہیں''۔ (سنن الترمذی، ۵:۹ ۳۰۹)

دوسرے مقام پر اسے عبادت کا مغز قرار دیا:

**الدعاء مخ العبادة.** ''دعا عبادت کا مغز ہے''۔ (سنن الترمذی، ۵:۴۵۶، الرقم:۳۳۷۱)

لطف کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دعا کا حکم دیتے ہوئے ساتھ ہی اس کی قبولیت کا وعدہ بھی فرمالیا:

**اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ.** (غافر: ۶۰)

''تم لوگ مجھ سے دعا کیا کرو میں ضرور قبول کروں گا''۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

**اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ.** (البقرہ، ۲:۱۸۶)

''میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارتا ہے''۔

پھر حدیث مبارکہ کی رو سے قبولیت کی مندرجہ ذیل تین میں سے کوئی شکل ہوسکتی ہے:

i۔ جو کچھ مانگا گیا ہے عین وہی کچھ مل جائے۔

ii۔ اس کے بجائے کوئی اور بہتر چیز مل جائے۔

iii۔ قیامت والے دن کے لئے اس دعا کو ذخیرہ کرلیا جائے اور وہاں اس کا اجر ملے۔

دعا فوری قبول ہو یا نہ ہو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ جو دعا قبول نہ ہو، وہ اس سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے جو قبول ہوجائے۔ یہاں پر ’’ہاتھی زندہ لاکھ کا اور مردہ سوا لاکھ کا‘‘ والا فلسفہ چلتا ہے۔ اس لئے کہ دنیا میں قبول نہ ہونے والی دعاؤں پر جب قیامت والے دن اجروثواب ملے گا تو انسان خود کہے گا کہ کاش دنیا میں میری کوئی بھی دعا قبول نہ ہوئی ہوتی۔

لہذا آپ یہ نہ دیکھیں کہ دعا قبول ہورہی ہے یا نہیں بلکہ صرف یہ دیکھیں کہ دعا کی توفیق ملی ہوئی ہے یا نہیں۔ حضور ﷺ نے مصائب اور مشکلات کے مقابلے میں دعا کو ایک بہترین نسخہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

**الدعاء سلاح المومن.** ’’دعا مومن کا ہتھیار ہے‘‘۔

(الترغیب والترہیب، ۲: ۳۱۵، الرقم: ۲۵۲۵)

ہمارے ہاں عموماً کہا جاتا ہے کہ دکھ کو کسی سے بیان کردیا جائے تو انسان ہلکا ہوجاتا ہے چاہے اگلا اسے دور کرنے پر قادر ہو یا نہ ہو۔ بصورت دیگر بعض اوقات انسان کسی بہت بڑے نفسیاتی صدمے کا شکار ہوسکتا ہے۔ ذرا اس فلسفے کی روشنی میں دعا کی اہمیت پر غور کریں کہ جب دکھ کو کسی ایسی ہستی کے سامنے بیان کردیا جائے اور اس سے حل کی استدعا کی جائے جو مکمل طور پر اسے حل کرنے کی قدرت رکھتی ہو تو انسان کو کتنی نفسیاتی تسکین مل جاتی ہوگی۔ لہذا دعا کا دہرا فائدہ ہے۔ ایک طرف تو کائنات کا خالق و مالک ہماری مدد کے لئے آجاتا ہے اور دوسری طرف ہمارے اندر سکون کا احساس پیدا ہوجاتا ہے۔ بشرطیکہ دعا زندہ شعور کے ساتھ مانگی جائے۔

## ۱۰۔ آگے بڑھیں اور مسائل حل کریں

زندگی کے طوفانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے دسواں اصول یہ ہے کہ مسائل کے حل کے لئے آگے بڑھنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کو ساتھ لے لینے کے بعد آپ نے ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ نہیں جانا ہے بلکہ اپنے حصے کا کام سرانجام دینا ہے۔ جس طرح صرف اپنی قوت بازو پر بھروسہ کرنا غلط ہے اسی طرح اللہ پر بھروسہ کرکے اپنے حصے کا کام نہ کرنا بھی غلط ہے بلکہ یہ معاملہ ففٹی ففٹی کا ہے۔ اسباب کی کڑیوں کو آپ نے ملانا ہے اور کسی مسئلے کے حل کے جو ضروری لوازمات ہیں انہیں آپ نے فراہم کرنا ہے پھر اُن کوششوں میں اثر ڈالنا اور ان کے مطلوبہ نتائج فراہم کرنا یہ اللہ نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے مثلاً بھوک لگی ہے تو اُسے زائل کرنے کے لئے کھانا آپ نے ہی کھانا ہے، اُس کے نتیجے میں سیرابی فراہم کرنا اللہ کا کام ہے۔ بیمار ہونے پر دوائی بھی آپ نے ہی لینی ہے لیکن اس میں شفا کے اثرات اللہ نے پیدا کرنے ہیں۔ یہی اصول زندگی کے جملہ معاملات میں ہے۔ ہر جگہ اپنے امکانی دائرے میں رہتے ہوئے کوشش بندے کی طرف سے ہے اور نتائج اللہ کی طرف سے۔

## مسائل کیسے حل کریں؟

مسائل کے حل کے سلسلہ میں پہلا کام یہ کریں کہ ان اسباب کا جائزہ لیں جن کی وجہ سے وہ مسائل پیدا ہوئے۔ جب تک آپ کسی بھی واقعہ کے اسباب اور محرکات کا حقیقت پسندانہ جائزہ نہیں لیں گے تب تک اس کے صحیح حل تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ یہی اصول میڈیکل سائنس میں رائج ہے۔ مریض کہتا ہے میرے سر میں درد ہے تو ایک اچھا ڈاکٹر یا طبیب دیکھتا ہے کہ یہ سر درد قبض کی وجہ سے ہے، آنکھوں میں کمزوری کی وجہ سے ہے یا کسی اور وجہ سے ہے۔ جب وہ صحیح وجہ کو دریافت کرلیتا ہے تو پھر صحیح علاج بھی ممکن ہوتا ہے۔ ورنہ ساری زندگی سر درد کا علاج کرتے رہیں وہ ختم نہیں ہوگا۔

اب یہ بات ذرا دھیان سے سمجھ لیں کہ اسباب کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ ظاہری اسباب ۲۔ باطنی اسباب

۱۔ سب سے پہلے تو ظاہری اسباب کا باریک بینی سے جائزہ لیں کہ کوئی مسئلہ پیدا کہاں سے ہورہا ہے۔ اس کی

جڑوں تک پہنچیں اور پھر ان جڑوں کو کاٹ دیں تا کہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری۔

مثلاً اگر آپ کا بچہ غلط سمت میں جارہا ہے تو بلا سوچے سمجھے اسے ڈانٹنے سے پہلے جائزہ لیں کہ ایسا کیوں ہوا؟ آپ دیکھیں گے کہ اس کی تہہ میں غلط صحبت ہوگی، غلط لٹریچر کا مطالعہ ہوگا، غلط فلمیں اور ڈرامے ہوں گے، کوئی نفسیاتی الجھن ہوگی یا پھر آپ کا جابرانہ رویہ ہوگا وغیرہ۔

۲۔ یہ تو ظاہری اسباب کی بات ہوئی لیکن اس کے ساتھ باطنی اسباب کو دیکھنا بھی بہت ضروری ہے۔ ظاہری اسباب تو تھوڑے بہت غوروفکر سے سمجھ میں آجاتے ہیں لیکن باطنی اسباب کو دیکھنے کے لئے بہت زیادہ غوروفکر کی ضرورت ہوتی ہے۔ بالفاظ دیگر بصارت کے ساتھ بصیرت بھی درکار ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ کسی مسئلے کے ظاہری پیچ وخم میں الجھ کر رہ جاتے ہیں اور اس کی تہہ تک جاکر اصل حقائق کا تجزیہ نہیں کر پاتے۔

ان باطنی اسباب کی طرف یوں اشارہ کیا گیا:

**وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ.** (الشوری، ۴۲: ۳۰)

’’اور جو مصیبت بھی تم کو پہنچتی ہے تو اُس (بد اعمالی) کے سبب سے ہی (پہنچتی ہے) جو تمہارے ہاتھوں نے کمائی ہوتی ہے حالاں کہ بہت سی (کوتاہیوں) سے تو وہ درگزر بھی فرما دیتا ہے‘‘۔

ہماری زندگی میں جو مصیبت بھی آتی ہے اس کا کوئی نہ کوئی ظاہری سبب تو ہوتا ہی ہے مگر قرآن کہہ رہا ہے کہ اس کا اصل سبب ہمارے گناہ ہوتے ہیں۔ اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا:

**انما هی اعمالكم ترد عليكم.**

(احیاء علوم الدین، غزالی، ۴: ۱۶۱)

’’یہ (مصائب و شدائد) تمہارے اپنے اعمال (کا نتیجہ) ہوتے ہیں جو تمہاری طرف لوٹا دیئے جاتے ہیں‘‘۔

جب تک انسان کے پاس صرف بصارت (ظاہری نظر) ہوتی ہے تب تک وہ اپنے ساتھ پیش آنے والے ہر واقعہ اور حادثہ کے اسباب صرف خارج کی دنیا میں تلاش کرتا رہتا ہے جس میں اکثر ناکامی ہوتی ہے لیکن جب بصارت کے ساتھ بصیرت شامل ہوجاتی ہے تو پھر کسی بھی قسم کی ناخوشگوار صورت حال کے پیش آنے پر انسان سب سے پہلے اپنا جائزہ لیتا ہے کہ میرے اندر کہاں خامی ہے جس کی وجہ سے یہ معاملہ سامنے آیا۔ اس نکتہ کی وضاحت کے لئے مندرجہ ذیل دو مثالوں پر غور کریں۔

۱۔ سیدنا عمر فاروقؓ کے عہد مبارک میں ایک دفعہ قحط سالی آگئی تو آپ نے مجلس مشاورت بلاکر جائزہ لینا شروع کیا کہ کوتاہی کہاں ہے جس کا یہ نتیجہ ہے؟ غوروفکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ رجوع الی اللہ میں کچھ کمی (اُن کے مقام و مرتبہ کے مطابق) آگئی تھی۔ چنانچہ استغفار میں اضافہ کیا اور بہت جلد صورت حال بہتر ہوگئی۔

۲۔ دوسری مثال بھی سیدنا عمر فاروقؓ کی ہی ہے۔ ایک مرتبہ ان کے زمانہ خلافت میں شہر مدینہ میں زلزلہ آگیا۔ آپ جلال میں آکر کھڑے ہوگئے اور زمین پر پاؤں مارتے ہوئے فرمایا:

’’تھم جاؤ۔ کیا عمر فاروقؓ نے تمہاری پشت پر رہتے ہوئے کسی پر ظلم کیا ہے‘‘۔

یہ کہنے کی دیر تھی کہ زلزلہ تھم گیا۔ گویا فاروق اعظمؓ کا خیال تھا کہ زلزلے حکمرانوں کے ظلم وستم کا نتیجہ ہوا کرتے ہیں اور جب میں کسی پر ظلم نہیں کررہا تو زمین زلزلہ بپا کرنے کی صورت میں یہ ظلم کیوں کررہی ہے۔ ان کے یہ الفاظ کہنے کی صورت میں زمین نے فوراً ساکن ہوکر اُن کے اس خیال کی تصدیق کردی۔

جب یہ بات طے ہے کہ ہمارا مہربان خدا ہماری ماؤں سے بھی بڑھ کر ہم سے محبت کرتا ہے تو پھر وہ بلاوجہ ہمیں کسی تکلیف میں مبتلا کیوں کرے گا؟ جس طرح ماں باپ کی ڈانٹ ڈپٹ بھی پیار ہی کا ایک حصہ ہوتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی تکلیفیں اور

اذیتیں بھی ہماری بہتری کے لئے ہی آتی ہیں۔

اچھی طرح سمجھ لیں کہ یہ کائنات ہماری موافق ہے نہ کہ مخالف۔ یہاں پیش آنے والے جملہ حوادثات و واقعات ہمارے تربیت کنندہ ہیں اور ہماری سیرت و کردار کونکھارنے کے لئے آتے ہیں۔ بشرطیکہ ہم ان کے دامن میں پوشیدہ سبق کو پڑھ سکیں۔

## کیا کیا جائے؟

مسائل اور مصائب کا مقابلہ کرنے کے مندرجہ ذیل تین طریقے ہیں جن میں سے پہلے دو غلط اور تیسرا صحیح ہے۔

**۱۔مایوسی:** کچھ لوگ مایوسی اور ناامیدی کا شکار ہوکر ہمت ہار جاتے ہیں اور ہاتھ کھڑے کردیتے ہیں جس کی انتہائی شکل خودکشی ہے۔ اسی راستے میں بعض اوقات ہارٹ اٹیک اور برین ہیمرج وغیرہ آتے ہیں۔

**۲۔مزاحمت:** کچھ لوگ مسائل کے پیش آنے پر مزاحمت، مخالفت اور بغاوت والا راستہ اپناتے ہوئے احتجاج پر اتر آتے ہیں اور منفی سرگرمیوں کی طرف چلے جاتے ہیں۔ جس کی انتہائی شکل چوری، ڈاکہ اور قتل و غارت گری وغیرہ ہے اور جو اس حدتک نہ جائیں وہ شکووں اور شکائتوں کی نفسیات میں جینا شروع کردیتے ہیں۔ ماحول، معاشرے اور اردگرد کے لوگوں کو کوستے رہتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو اپنے مصائب کا ذمہ دار قرار دیتے ہوئے ان مصائب میں اضافہ کرتے رہتے ہیں۔

**۳۔ موافقت:** مسائل کا مقابلہ کرنے اور زندگی کے سفر میں انہیں ترقی کے زینے کے طور پر استعمال کرنے کا درست طریقہ صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کے ساتھ موافقت کرتے ہوئے ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ کسی مسئلے کے ذریعے قدرت ہمیں کون سا سبق سکھانا چاہتی ہے۔ جونہی ہم مطلوبہ سبق سیکھ جاتے ہیں تو ساتھ ہی ناپسندیدہ اور ناخوشگوار حالات و واقعات خود بخود ختم ہونا شروع ہوجاتے ہیں یا پھر کم از کم ان کے مضر اثرات ہمیں بالکل متاثر نہیں کرتے مگر اس طریقہ کو جاننے والے لوگ ایک فیصد سے بھی کم ہیں۔ اللہ کرے اس تحریر کے جملہ قارئین اس ایک فی صد میں شامل ہوجائیں۔

**حرف آخر:** یہ ہے وہ دس نکاتی فارمولہ جسے سمجھ لینے اور عمل کا حصہ بنالینے کے بعد آپ حالات کے تھپیڑوں میں بے بس تنکوں کی مانند بہا نہیں کریں گے بلکہ ان کے سامنے چٹانوں کی طرح جم کر کھڑے ہوں گے اور بڑے بڑے طوفانوں کا رخ موڑ دینے کے قابل ہوں گے۔

یوں سمجھ لیں کہ مسائل کے حل پر مشتمل دس اوزار کی یہ ایک کٹ ہے جس میں ہر مسئلے کا حل موجود ہے۔ آپ کی زندگی میں رائی کے دانے سے لے کر ہمالیہ کے پہاڑ کے سائز تک کا کوئی بھی مسئلہ ایسا نہیں ہے جس کا کوئی نہ کوئی حل اس کٹ میں موجود نہ ہو۔ کسی بھی الجھن میں پھنس جائیں یا کسی بھی مسئلے کا شکار ہوجائیں فوراً اس کٹ کی طرف رجوع کریں۔ یہ آپ کو مایوس نہیں کرے گی۔ (ان شاء اللہ العزیز)

لیکن ایک بات یاد رکھیں کہ جس طرح دنیا کی قیمتی سے قیمتی غذا یا دوا اسی وقت فائدہ دے سکتی ہے جب اسے استعمال کرلیا جائے۔ اس طرح اچھی سے اچھی بات بھی صرف اس وقت فائدہ دے سکتی ہے جب اسے ذہن نشین کرلینے کے بعد عملی جامہ پہنایا جائے۔ یہ دس نکاتی فارمولہ ان چیزوں میں سے نہیں ہے جنہیں الماری میں سنبھال کر رکھ لیا جاتا ہے اور کبھی کبھار ان کے استعمال کی ضرورت پیش آتی ہے۔ یہ تو زندگی کے ہر دن کے ہر لمحے میں استعمال ہونے والی چیز ہے۔ لہذا اسے ذہن کے کسی اوپر والے خانے میں محفوظ کرلیں تاکہ بوقت ضرورت ڈھونڈنے اور استعمال کرنے میں آسانی ہو۔ اللہ رب العزت حامی و ناصر ہو۔ (آمین)

## قدوۃ الاولیاء کانفرنس

7 جون 2016ء قدوۃ الاولیاء حضور پیر سیدنا طاہر علاؤالدین القادری الگیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے 25 ویں یوم وصال کے موقع پر مرکزی سیکرٹریٹ میں قدوۃ الاولیاء کانفرنس منعقد ہوئی جس میں محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور جملہ مرکزی قائدین و سٹاف ممبران نے خصوصی شرکت کی۔ اس موقع پر محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ

صوفیائے کرام نے لاکھوں دلوں کو باطنی طہارت اور روشنی عطا کی۔ جب تک لوگ صوفیاء سے وابستہ تھے اور ان سے علمی، فکری، دینی رہنمائی لیتے رہے تب تک یہ خطہ امن اور محبت کا گہوارا تھا اور لوگ دہشتگردی اور انتہا پسندی نام کی کسی چیز سے واقف نہیں تھے۔ صوفیائے کرام کی درگاہیں ہر قسم کے مسلکی، مذہبی تعصب سے پاک تھیں۔ حضور پیر سیدنا طاہر علاؤالدین القادری الگیلانی رحمۃ اللہ علیہ دنیائے ولایت کے اس آفتاب درخشاں کا نام ہے جنکے فیض سے تحریک منہاج القرآن کا آغاز ہوا اور اس عظیم مشن کو وہ کامیابی اور تحرک ملا کہ آنے والا ہر لمحہ اس تحریک کی مقبولیت اور وسعت کا گواہ بنتا چلا گیا۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری جیسی شخصیت قدوۃ الاولیاء حضور پیر صاحب کی علمی، فکری، تحریکی اور انقلابی سوچ کی وارث ہے۔ یہی صوفیاء فرد کو معاشرے کیلئے امن کا سفیر بناتے ہیں، انکی تعلیمات پوری انسانیت کیلئے ہیں۔

کانفرنس میں محترم خرم نواز گنڈا پور، محترم احمد نواز انجم، محترم جی ایم ملک، محترم شہزاد رسول قادری، محترم رانا محمد ادریس، محترم سید مشرف شاہ، محترم سید فرحت حسین شاہ، محترم آفتاب شیخ، محترم حاجی اسحٰق، محترم جواد حامد، محترم ساجد بھٹی، محترم علامہ غلام ربانی تیمور، محترم راجہ ندیم اور عقیدتمندوں کی بڑی تعداد بھی موجود تھی۔

## کراچی: پاکستان عوامی تحریک کے زیراہتمام ’سیاست برائے ریاست‘ سیمینار

پاکستان عوامی تحریک کراچی کے زیراہتمام 28 مئی 2016ء کو خالقدینا ہال میں ’سیاست برائے ریاست‘ سیمینار کا انعقاد کیا گیا جس کی صدارت محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے کی، جبکہ عوامی مسلم لیگ کے سربراہ محترم شیخ رشید احمد مہمان خصوصی تھے۔ سیمینار میں پاکستان عوامی تحریک کے مرکزی سیکرٹری جنرل محترم خرم نواز گنڈاپور، ایڈیشنل سیکرٹری جنرل محترم خواجہ عامر فرید کوریجہ، پاکستان عوامی تحریک کراچی کے صدر محترم سید علی اوسط، محترم قیصر اقبال قادری، محترم سید ظفر اقبال، محترم مسعود عثمانی، صدر ویمن لیگ محترمہ مسز رانی ارشد، محترم الیاس مغل، محترم علامہ رانا نفیس، محترم زاہد لطیف، محترم لیاقت کاظمی، محترم فیصل بلوچ، محترم سلیم احمد اعوان، محترم بشیر خان مروت اور محترم فراز عالم سمیت مختلف سیاسی، سماجی، شوبز، کھیل، تعلیم، قانون، اور صحافت کے شعبہ جات سے تعلق رکھنے والی شخصیات شریک تھیں۔ سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے کہا کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شہداء دو سال سے انصاف کے منتظر ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے ملک میں انصاف نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے قاتل اپنے انجام کو پہنچنے والے ہیں۔ ظلم کے نظام کے خاتمے کا وقت قریب ہے۔ قوم ظالم نظام کے خلاف علم بغاوت بلند کرے۔ پاکستان عوامی تحریک کی جدوجہد کا مقصد قائداعظم اور اقبال کے گم گشتہ پاکستان کی بازیابی ہے۔

اس موقع پر عوامی مسلم لیگ کے سربراہ محترم شیخ رشید، سیکرٹری جنرل PAT محترم خرم نواز گنڈا پور اور محترم خواجہ عامر فرید کوریجہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ریاست وہ ہوتی ہے جہاں لوگوں کو تحفظ اور روزگار میسر ہو مگر افسوس کہ پاکستان کی عوام اپنے بنیادی حقوق سے محروم ہے۔ موجودہ حکومت نے پاکستان کو عالمی سطح پر تنہا کردیا ہے۔ حکمرانوں کی کرپشن پر مشتمل کاروبار دنیا کے 23 سے زائد ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اپنا سرمایہ ملک سے باہر رکھنے والے وزیراعظم کس منہ سے لوگوں کو پاکستان میں سرمایہ کاری کی دعوت دیتے ہیں؟ مک مکا کی سیاست اور لوٹ مار سے پاکستان کا ہر ادارہ کرپٹ ہو چکا ہے اور خسارے کا شکار ہے۔ قوم سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ظلم کے خلاف پاکستان عوامی تحریک کا ساتھ دے۔

# حکمران خاندان کی منی لانڈرنگ اور سانحہ ماڈل ٹاؤن کے خلاف پاکستان عوامی تحریک کے ملک گیر احتجاجی مظاہرے

پاکستان عوامی تحریک کے زیراہتمام پانامہ لیکس میں حکمران خاندان کی کرپشن، منی لانڈرنگ اور سانحہ ماڈل ٹاؤن کے خلاف ملک گیر احتجاجی مظاہرے ہوئے جس میں مرکزی، صوبائی، ضلعی، تحصیلی اور مقامی قائدین نے شرکت کی۔ ان مظاہروں میں ہزاروں عوام نے شرکت کرتے ہوئے حکمران خاندان کی کرپشن کے خلاف نعرہ بازی کی اور حکمرانوں کے استعفے کا مطالبہ کیا۔ اس موقع پر مظاہرین ''گونوازگو'' ''کرپٹ حکمران نامنظور''، ''نوازشریف استعفیٰ'' دو کے فلک شگاف نعرے لگاتے رہے۔ ذیل میں چند مظاہروں کی رپورٹس نذر قارئین ہیں:

☆ **اسلام آباد:** پاکستان عوامی تحریک اسلام آباد کے زیراہتمام آبپارہ چوک میں احتجاجی مظاہرہ اور علامتی دھرنا دیا گیا، مظاہرے کی قیادت سیکرٹری جنرل پاکستان عوامی تحریک جنرل خرم نواز گنڈاپور اور عمر ریاض عباسی نے کی، مظاہرے میں عوامی تحریک، عوامی تحریک یوتھ ونگ، ویمن لیگ، ایم ایس ایم کے کارکنان اور سول سوسائٹی کے مرد و خواتین نے بھرپور شرکت کی۔

☆ **لاہور:** پاکستان عوامی تحریک کی طرف سے 4 اپریل 2016ء کو پنجاب اسمبلی کے باہر پانامہ لیکس کے عالمی مالیاتی سکینڈل کے ردعمل میں احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ عوامی تحریک کے احتجاجی مظاہرین سے اپوزیشن لیڈر میاں محمود الرشید، رکن صوبائی اسمبلی سعدیہ سہیل نے اظہار یکجہتی کیا اور احتجاجی مظاہرے میں شرکت کی۔ مظاہرے کی قیادت سیکرٹری جنرل خرم نواز گنڈاپور، چیف آرگنائزر میجر (ر) محمد سعید، نائب ناظم اعلیٰ احمد نواز انجم، جنوبی پنجاب کے صدر فیاض وڑائچ نے کی جبکہ احتجاجی مظاہرہ سے امیر لاہور حافظ غلام فرید، چودھری افضل گجر، مظہر علوی، عائشہ مبشر نے خطاب کیا۔ احتجاجی مظاہرے میں ویمن لیگ، ایم ایس ایم، علماء ونگ اور یوتھ لیگ کے سینکڑوں کارکنوں نے شرکت کی۔

میاں محمود الرشید نے کہا کہ عوامی تحریک کے کارکنوں کے ساتھ 17 جون کے دن بہت ظلم ہوا۔ ہم ان کے ساتھ ہیں اور ان کی ملک و قوم کیلئے جدوجہد کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ڈاکٹر طاہرالقادری کے تربیت یافتہ یہ مہذب کارکن دیگر سیاسی جماعتوں کے کارکنوں کیلئے رول ماڈل ہیں۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ماڈل ٹاؤن کے قاتلوں کو انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کیا جائے اور پانامہ لیکس کے ملزمان عہدوں سے الگ ہو جائیں۔

☆ **ملتان:** پاکستان عوامی تحریک ملتان کے زیراہتمام 15 اپریل 2016ء کیا گیا، جس کی قیادت صوبائی صدر پاکستان عوامی تحریک چودھری فیاض احمد وڑائچ نے کی جبکہ صوبائی سینئر نائب صدر ڈاکٹر زبیر اے خان، آرگنائزر جنوبی پنجاب چوہدری قمر عباس دھول، میڈیا کوارڈینیٹر راؤ محمد عارف رضوی، ڈپٹی سیکرٹری جنرل راؤ وقار احمد، ضلعی رہنما یاسر ارشاد، میجر محمد اقبال چغتائی، ممتاز نون، ادریس انصاری، چوہدری جاوید بندیشہ، مہر فدا حسین، چوہدری محمد اکرم گجر اور راؤ عظمت علی سمیت پاکستان عوامی تحریک کے کارکنان نے شرکت کی۔

☆ **کراچی:** پاکستان عوامی تحریک کراچی نے 8 اپریل 2016ء کو انصاف کی عدم فراہمی پر گونواز گو ریلی کا اہتمام کیا۔ ریلی جنگ پریس سے شروع ہو کر سندھ اسمبلی کے سامنے اختتام پذیر ہوئی۔ ریلی میں پاکستان عوامی تحریک کے مرکزی رہنماء ڈاکٹر ایس ایم ضمیر، پاکستان عوامی تحریک کراچی کے صدر سید علی اوسط، پاکستان عوامی تحریک کراچی کے سیکرٹری جنرل راؤ کامران محمود، تحریک منہاج القرآن کے امیر قاضی زاہد حسین، الیاس مغل (سیکرٹری انفارمیشن پاکستان عوامی تحریک)، پاکستان عوامی تحریک کے راہنماء قیصر اقبال قادری، ، مرزا جنید علی، عدنان رؤف انقلابی، مشتاق صدیقی، نعیم انصاری، عتیق احمد چشتی، راؤ طیب، فوزیہ جنید،

علامہ غلام غوث چشتی اور قاری عبد الرزاق سمیت کارکنان مردوخواتین اور بچوں کی بڑی تعداد شریک تھی۔ ریلی کے شرکاء نے سندھ اسمبلی کے گیٹ پر اپنا احتجاج ریکارڈ کرایا۔

☆ اٹک: پاکستان عوامی تحریک اٹک کے زیراہتمام احتجاجی مظاہرے کی قیادت پاکستان عوامی تحریک شمالی پنجاب کے صدر بریگیڈئیر (ر) مشتاق احمد اور قاضی شفیق احمد نے کی جبکہ کارکنان سمیت مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد شریک تھے۔

☆ اوکاڑہ: پاکستان عوامی تحریک کے زیراہتمام مورخہ 24 اپریل 2016ء کو اوکاڑہ پریس کلب کے سامنے احتجاجی ریلی نکالی گئی جس میں پاکستان عوامی تحریک سینٹرل پنجاب کے نائب صدر قاری مظہر فرید سیال ایڈوکیٹ، پاکستان عوامی تحریک پنجاب کے جنرل سیکرٹری ملک مشتاق احمد نوناری ایڈوکیٹ، پاکستان عوامی تحریک سینٹرل پنجاب کے نائب صدر قاری مظہر فرید سیال ایڈوکیٹ تحریک منہاج القرآن اوکاڑہ کے ضلعی امیر خالد محمود، ضلعی آرگنائزر محمد اسلم مغل، انفارمیشن سیکرٹری جی اے شیخ، سوشل میڈیا کے کوآرڈینیٹر حافظ شعیب حسن، حسن رضا کونسلر اور محمد حفیظ قادری نے شرکت کی۔

☆ فیصل آباد: پاکستان عوامی تحریک کے زیراہتمام مورخہ 25 اپریل 2016ء کو ضلع کونسل چوک میں احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ مظاہرے کی قیادت پاکستان عوامی تحریک کے مرکزی چیف آرگنائزر میجر (ر) محمد سعید نے کی جبکہ میاں کاشف محمود، رانا رب نواز انجم، رانا طاہر سلیم، میاں عبدالقادر، میاں ریحان مقبول، سید شاہد علی، عزیزالحسن اعوان، مزمل علی جٹ، رانا نثار شہزاد، میاں ظہور، محمد شہزاد، آصف عزیز، محمد فاروق طور ودیگر نے بھی شرکت کی۔

☆ حافظ آباد: پاکستان عوامی تحریک حافظ آباد کے زیراہتمام احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ احتجاجی مظاہرے کی قیادت پاکستان عوامی تحریک کے مرکزی سیکرٹری کوآرڈینیشن محترم ساجد محمود بھٹی نے کی، جبکہ مظاہرے میں پاکستان عوامی تحریک اور تحریک منہاج القرآن کے کارکنان سمیت مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد شریک تھے۔

☆ گوجرانولہ: پاکستان عوامی تحریک گوجرانوالہ نے 29 اپریل 2016ء کو احتجاجی ریلی کا انعقاد کیا۔ ریلی ٹرسٹ پلازہ سے شروع ہوئی جو اپنے مقررہ راستوں سے ہوتی ہوئی گوجرانوالہ پریس کلب کے سامنے اختتام پذیر ہوئی۔ ریلی کی قیادت پاکستان عوامی تحریک کے مرکزی سیکرٹری جنرل خرم نواز گنڈاپور کر رہے تھے، جبکہ ریلی میں پاکستان عوامی تحریک گوجرانوالہ کے صدر ملک محمد فاروق، شفاقت علی قادری، شیخ سیف اللہ، منہاج القرآن یوتھ لیگ کے صدر افضل گجر، راشد میر، راجہ جمیل، اسد گوندل، عبدالجبار کاشمیری، شیخ احسان، محمد فیاض حسیب، سید ابرار حسین شاہ، سرفراز حسین نیازی، علامہ یاسین قادری، عبدالرحمٰن بزمی، قمر شہزاد مہر اور پاکستان عوامی تحریک اور تحریک منہاج القرآن کے قائدین و کارکنان سمیت سول سوسائٹی کے ارکان کی بڑی تعداد شریک تھی۔

☆ کوئٹہ: 2 مئی 2016ء کو پاکستان عوامی تحریک کوئٹہ کے زیراہتمام پریس کلب کے سامنے نہایت منظم اور پرجوش احتجاجی مظاہرہ کیا گیا جس کی قیادت صدر کوئٹہ ڈویژن بختیار احمد رند اور صوبائی آرگنائزر بلوچستان اشرف شاہ قادری نے کی۔ اس مظاہرے میں پاکستان عوامی تحریک کے کارکنوں کے علاوہ سول سوسائٹی سے تعلق رکھنے والے خواتین وحضرات نے بھی بڑی تعداد میں شرکت کی۔ مظاہرے سے اشرف شاہ قادری صوبائی آرگنائزر بلوچستان، بختیار احمد رند ڈویژنل صدر کوئٹہ ڈویژن، محمد اسماعیل نورزئی ضلعی صدر پاکستان عوامی تحریک کوئٹہ، پیر حبیب اللہ چشتی صوبائی امیر تحریک منہاج القرآن، اورنگزیب چودھری، عطاء اللہ بلوچ کوآرڈینیٹر یوتھ ونگ، زین نجیب اللہ بلوچ نمائندہ مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ اور دیگر مقررین نے خطاب کیا، خواتین کی نمائندگی محترمہ محمودہ سلطانہ نے کی۔

☆ علاوہ ازیں لیہ، ڈیرہ غازی خان، چنیوٹ، ڈسکہ، لودھراں، میانوالی، سرگودھا، خوشاب اور دیگر کئی اضلاع میں احتجاجی ریلیز منعقد ہوئیں۔

ان جملہ مظاہروں میں مقررین نے عوام سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ملکی خزانہ لوٹ کر بیرون ملک اثاثے بنانے

والوں کا کڑا احتساب ہونا چاہیے۔ کرپشن کے خلاف بلا امتیاز احتساب پر قوم متفق ہے، کرپٹ حکمرانوں نے ڈیموکریسی کو ڈاکوکریسی میں بدل دیا ہے، پانامہ لیکس کے انکشافات میں ن لیگ کو مجرم لیگ بنا دیا ہے، وزیراعظم کا خاندان منی لانڈرنگ کا مجرم ہے۔ کرپشن مکاؤ کو یک نکاتی ایجنڈے پر متفق ہوکر خوشحالی کی جدوجہد کا آغاز کرنا ہوگا۔ غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ، اشیاء خوردونوش کی قیمتوں میں اضافے نے غریب کی زندگی اجیرن کر دی ہے۔ ہوشربا مہنگائی نے قوم سے جینے کا حق چھین لیا ہے، عوامی مسائل کے ذمہ دار نااہل اور کرپٹ حکمران ہیں، موجودہ کرپٹ حکمران مخدوش اور بوسیدہ عمارت کی طرح ہیں جس سے ملک وقوم کو شدید ترین خطرہ ہے، اسے مسمار کر کے تعمیر نو کی ضرورت ہے۔

ظالم اور جابر حکمرانوں نے ہمیشہ غریبوں کو دھوکہ دیا، لیکن اب ظلم کی تاریک رات ختم ہونے والی ہے۔ جب تک شہداء ماڈل ٹاؤن کے اصل قاتل گرفتار نہیں ہوتے یہ کیس بھی ختم نہیں ہوگا، ہمارے ملزمان وہ حکمران ہیں جو سانحہ ماڈل ٹاؤن پر بننے والے جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ دبا کر بیٹھے ہیں، موجودہ حکمران انسانیت اورانسانی حقوق کیلئے سب سے بڑا خطرہ ہیں۔

## اظہارِ تعزیت

گذشتہ ماہ محترم محمد نواز (سیکیورٹی گارڈ مرکز) کے والد، محترم محمد طیب رضا (منہاج ٹی وی) کی خالہ، محترم عباس علی شاکر (کوٹ لکھپت۔ لاہور) کے بھائی محمد ریاض، محترم محمود احمد قادری (کوٹ لکھپت۔ لاہور) کے کزن محمد یاسین، محترمہ سعدیہ شکیل (MQI امریکہ) کے بھائی، محترم خالد محمود (ناظم مالیات اقبال ٹاؤن لاہور) کی زوجہ، محترم رفیق احمد صدیقی (فاروق آباد) کی زوجہ، محترم، محترم محمد آصف جوئیہ (سیکرٹری ٹریننگ MYL سرگودھا) کی والدہ، محترم حاجی محمد ارشاد (ناظم TMQ ہری پور ہزارہ) کی والدہ، محترم محمد ارسلان (MYL دھونکل) کی والدہ، محترم کلیم اللہ (نائب صدر MYL ہری پور ہزارہ) کی دادی، محترم ساجد محمود (ناظم ویلفیئر KTS) کی دادی، محترم منیر حسین اور محترم محمد وسیم (شیر شاہ، کراچی) کے والد محترم نذر حسین، محترم رحمٰن قمر (فیصل آباد) والدہ، محترم منظور احمد انصاری (حویلی لکھا) کے والد، محترم شاہد عاشق گوندل (چک بھٹی) کی والدہ، محترم کاشف فاروق مغل (پی پی 107) کی والدہ، محترم سہیل مقصود (صدر پی پی 67) کے والد، محترم حاجی محمد افضل (فیصل آباد) کے والد، محترم حاجی محمد بوٹا قادری (پھالیہ) کی ہمشیرہ، محترم ابو داؤد شاہ (امیر پاکپتن شریف) کی پھوپھی، محترم زاہد عاشق گوندل (چک بھٹی) کی بیٹی، محترم ڈاکٹر امین (پی پی 92) کے دادا، محترم محمد یونس مجددی (پی پی92) کی والدہ، محترم ڈاکٹر اکرم سراج (علی پور چٹھہ) کے بھائی، محترم محمد اکرم درزی (منچھر چٹھہ) کی بیٹی، محترم رحمت نواز (گوجرانوالا) کی خالہ، محترم ملک عبدالستار (پی پی 95)، محترم ارسلان شاہ (وزیر آباد) کی والدہ، محترم اسد گوندل (گوجرانوالا) کے بھائی، محترم ندیم جمیل (پی پی 93) کے پھوپھا اور بھائی، محترم قیصر عباس (شورکوٹ سٹی) کے چچا، محترم میاں نواز خادم (صدر پی پی 59) کے چچا، محترم سعید کھرل (صدر پی پی 58) کے دادا، محترم محمد شفیق بٹ (پی پی 65) کے بھائی، محترم مظہر حسین گوندل (بھوانہ) کے انکل، محترم سید احمد حسن شاہ عرف چن شاہ (دیپالپور)، محترم ڈاکٹر عزیز (خانقاہ ڈوگراں) کے بھائی، محترم عابد علی قادری (پی پی 107) کے چچا، محترم محمد شاہد صابری (ناظم مالیات TMQ رحیم یار خان) کی بھابھی اور محترم محمد اکبر (پی پی 107) کے تایا قضائے الٰہی سے انتقال فرمائے گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرکزی سیکرٹریٹ اور گوشہ درود میں موجود احباب نے جملہ مرحومین کی مغفرت وبخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

سالانہ
42 واں

# عرس مبارک

فریدِ ملت
رحمۃ اللہ علیہ

# ڈاکٹر فریدالدین قادری

والد گرامی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی

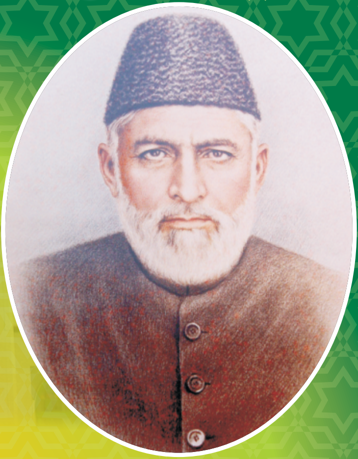

بمقام
دارالعلوم فریدیہ قادریہ ملحقہ دربار فرید ملت بستی لوہلے شاہ جھنگ صدر

بتاریخ
16 شوال ۱۴۳۷ھ

زیر نگرانی
علامہ حافظ
**عبدالقدیر قادری**
ڈائریکٹر دارالعلوم ہذا

خصوصی خطاب
خطیب دلپذیر، مقرر شعلہ بیان
حضرت علامہ
**غلام ربانی تیمور**

زیر صدارت
صاحبزادہ
**محمد صبغت اللہ قادری**
متولی دربار فرید ملت

تلاوت نجم القراء فخر القراء
**قاری نور احمد چشتی**

نقابت
حافظ
**محمد حسنین حیدر**

فریدی
**نعت کونسل**
جھنگ

استقبالیہ کلمات: نوجوان سکالر
صاحبزادہ
**عمر مصطفیٰ** قادری

نعت خواں
الحاج محمد افضل نوشاہی لاہور، محمد سرور صدیق لاہور، محمد شکیل طاہر لاہور، منہاج نعت کونسل لاہور، شہزاد برادران

پروگرام انشاء اللہ
قرآن خوانی ——— بعد نماز فجر تا ظہر
غسل دربار شریف ——— بعد نماز ظہر
رسم چادر پوشی ——— بعد نماز عصر
محفل ذکر مصطفیٰ ——— بعد نماز مغرب
خصوصی خطاب ——— بعد نماز عشاء
آخر میں لنگر تقسیم ہوگا
خواتین کیلئے باپردہ انتظام

خصوصی آمد: مرکزی قائدین، مشائخ و سکالرز

چیف آرگنائزر
**محمد جواد حامد** ڈائریکٹر ایڈمن و اجتماعات منہاج القرآن انٹرنیشنل

داعی الی الخیر
صاحبزادہ محمد طاہر قادری و تحریک منہاج القرآن جھنگ
0334-6331063 , 0333-6767094

شیخ الاسلام
ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی
کی مختلف موضوعات پر مشتمل کتب،
سی ڈیز لائبریری
دارالفرید المعروف فریدیہ ٹرسٹ
محلہ پرانی عیدگاہ جھنگ صدر
میں دستیاب ہیں
اوقات روزانہ عصر تا مغرب

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN
JULY-2016
LAHORE
Regd CPL No.41

پُرنور اور بابرکت ساعتوں کو سمیٹنے کی رات

27 ویں شبِ رمضان، لیلۃ القدر

2 جولائی 2016ء بعد از نمازِ تراویح

25 واں سالانہ

عظیم الشان

# عالمی روحانی اجتماع

زیرِ سایہ:
سیّد السادات شیخ المشائخ قدوۃ الاولیاء
سیّدنا طاہر علاؤالدّین رحمۃ اللہ علیہ
القادری الگیلانی البغدادی

زیرِ صدارت
شہزادۂ غوث الوریٰ، جگر گوشۂ قدوۃ الاولیاء حضور پیر
السیّد محمود محی الدّین القادری الگیلانی مدظلہ العالی

شیخ الاسلام
ڈاکٹر محمد طاہرُالقادری
خصوصی خطاب و دعا:

بمقام
جامع مسجد المنہاج
بغداد ٹاؤن (ٹاؤن شپ) لاہور

پروگرام
- قرأت
- نعت خوانی
- صلوٰۃ التسبیح
- خطابات
- خصوصی دعا

ملک بھر سے نامور علماء و مشائخ اور قراء و نعت خواں حضرات خصوصی شرکت کریں گے

خواتین کے لیے الگ باپردہ انتظام ہوگا

زیرِ سیادت
ڈاکٹر حسن محی الدّین قادری
ڈاکٹر حسین محی الدّین قادری

منجانب: نظامتِ اجتماعات تحریک منہاج القرآن

Tel:042-111-140-140
042-35163843
Cell:0333-4244365
0315-3653651
TahirulQadri TahirulQadri www.minhaj.org www.itikaf.com